



حضرت مولانا محمد داؤد غزنوی

حضرت مولانا محمد اسماعیل سلوی

میک
الحمد
کادای

لاہور
الحمد

مکرمہ
الحمد
پاکستان
کارتون

جلد: 48 | 19 تا 25 جمادی الاولیٰ 1438ھ | 17 تا 23 فروری 2017ء | شماره: 07

سید الکونین

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ

ہم نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم)
کے ذکر کو آسمان کی
بلندیوں تک پہنچا دیا

دہشت گردی

دنیا کو اسلامی نہیں
بلکہ صلیبی انتہا پسندی
نے زیادہ نقصان پہنچایا۔

امیر مئیر پروفیسر سید سید امجد میر



قبلہ اول

بیت المقدس کے مبارک سفر
کی داستان!

14
فروری
ویلنٹائن ڈے

فحاشی و عریانی کے فروغ کا عالمی دن!



قومی بچت سکیم کا نفع.....!؟



بٹی کونکاح پر مجبور کرنا.....!؟



اپنا نکاح خود پڑھنا.....!؟

فحاشی و عریانی

درس قرآن

جناب پروفیسر احمد حماد

سکون قلب

ارشاد باری تعالیٰ: ﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَ تَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُمْ بِذِكْرِ اللَّهِ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ﴾ (الرعد)

”جو لوگ ایمان لائے ان کے دل اللہ کے ذکر سے اطمینان حاصل کرتے ہیں۔ یاد رکھو اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو تسلی حاصل ہوتی ہے۔“

راحت و سکون اور اطمینان قلب انسان کے لیے بہت بڑی نعمت ہے۔ پرسکون زندگی گزارنے کی آرزو اور جستجو ہی انسان کو متحرک رکھتی ہے۔ لیکن المیہ یہ ہے کہ جس ذات نے اس انسان کو پیدا فرمایا اور اس کے لیے بیش بہا نعمتوں کے ساتھ ساتھ اس نعمت عظمیٰ کا بندوبست فرمایا اس کی طرف انسان کا دھیان بہت کم ہے۔ مالک حقیقی کی طرف رجوع ہی ایک ایسا ذریعہ ہے جو انسان کو ذہنی، جسمانی اور دماغی ہر لحاظ سے سکون اور راحت فراہم کر سکتا ہے۔ جبکہ اس کے برعکس انسان جتنے بھی جتن کر لے اور اس ذریعہ حقیقی کو نہ اپنائے تو اسے نا صرف یہ کہ ذہنی آسودگی حاصل نہ ہوگی بلکہ ہر چار اطراف سے پریشانیوں میں گھرا رہے گا۔ ارشاد باری ہے:

﴿وَمَنْ يُعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا﴾ (الجن)

”اور جو شخص اپنے پروردگار کے ذکر سے منہ موڑ لے گا تو پھر اللہ تعالیٰ بھی اسے سخت عذاب میں مبتلا کر دے گا۔“

ایسی صورت میں اس پر ایک شیطان کو مسلط کر دیا جاتا ہے جو ہر وقت اسے بے راہ روی، نفسانی خواہشات کی اتباع میں لگن رکھتا ہے۔ ضمیر کی آواز کو دبانے کی وجہ سے ہمیشہ پریشان حال اور افسردہ رہتا ہے:

﴿وَمَنْ يُعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمَنِ يَقِطْ لَهُ شَيْطَانٌ فَهُوَ لَهُ قَدِيرٌ﴾ (الزخرف)

”اور جو کوئی رحمن کے ذکر سے غافل رہے، ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں جو اس کے ساتھ رہتا ہے۔“

معیشت کی تباہی کی اصل وجہ بھی اللہ کے راستے اور اس کی یاد سے دوری و اعراض اور شیطان کی پیروی ہے:

﴿وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَ نَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ أَعْنٰی﴾ (طہ)

”اور ہاں جو کوئی بھی میری یاد سے روگردانی کرے گا تو اس کی زندگی تنگی میں رہے گی اور ہم اسے روز قیامت اندھا کر کے اٹھائیں گے۔“

اسی لیے قرآن میں صبح و شام اللہ کے ذکر میں مشغول رہنے کی تلقین فرمائی گئی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ۖ وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا﴾ (الأحزاب)

”اے ایمان والو! اللہ کو خوب کثرت سے یاد کیا کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح کرتے رہو۔“

درس حدیث

جناب پروفیسر عبدالرحمن لدھیانوی

فتنہ و فساد

فرمان نبوی ﷺ ہے: [عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا، حَتَّى يَأْتِيَ عَلَى النَّاسِ يَوْمٌ لَا يُدْرِي الْقَاتِلُ فِيمَ قَتَلَ، وَلَا الْمَقْتُولُ فِيمَ قُتِلَ". فَقِيلَ: كَيْفَ يَكُونُ ذَلِكَ؟ قَالَ: "الْهَرْجُ، الْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ"] (مسلم)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک لوگوں پر ایسا وقت نہ آجائے کہ قاتل کو یہ معلوم نہ ہو کہ اس نے کس سبب سے قتل کیا ہے اور مقتول کو یہ علم نہ ہو کہ وہ کس جرم میں قتل ہوا ہے۔“ آپ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ ایسے کس طرح ہو گا؟ فرمایا: ”فتنہ فساد کے ذریعے۔ قاتل اور مقتول دونوں آگ میں ہوں گے۔“

رسول مقبول ﷺ نے رب تعالیٰ کی قسم کھا کر اپنی امت کو یقین دلانے کے لیے فرمایا کہ دنیا کے ختم ہونے سے پہلے بہت سے فتنے فساد سراٹھائیں گے ان میں سے ایک فتنہ یہ بھی ہوگا کہ قاتل کو یہ معلوم نہیں ہوگا کہ وہ اپنے مد مقابل کو کیوں قتل کر رہا ہے اور نہ ہی مقتول کو علم ہوگا کہ اسے کس جرم کی پاداش میں قتل کیا جا رہا ہے۔

حضور ﷺ کو یقین دلانے کے لیے قسم کھانے کی ضرورت اس لیے محسوس ہوئی کہ وہ امن کا دور تھا، آثار و قربانی ان کی عادت تھی، وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ بلا جواز اور بلا وجہ قتل و غارت شروع ہو جائے گی۔ اگرچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کی ہر بات کی دلیل اور قسم کے بغیر مانتے تھے پھر بھی حضور ﷺ نے تاکید اور تائید کے لیے قسم کھائی۔ ان حالات کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ وہ وقت آچکا ہے، شر پند عناصر بے گناہ شہریوں کو بے دھرم قتل کر رہے ہیں، دہشت گردوں کے مظالم کچھ بھی ہوں مگر جس شخص کو قتل کرتے ہیں اس سے ان کی کوئی ذاتی رنجش نہیں ہوتی اور نہ ہی اس معصوم شہری سے کوئی جرم سرزد ہوتا ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے۔

فتنہ و فساد کا زمانہ انتہائی خطرناک ہوتا ہے۔ اس دور میں حکومت کی ذمہ داری بہت حد تک بڑھ جاتی ہے کہ وہ تمام قسم کے مسائل کو بروئے کار لا کر شہریوں کی جان و مال کا تحفظ کرے اور شرعی قانون کے مطابق سزائیں دے۔ فتنے کے دور میں ہر کوئی دوسرے کو قتل کرنے کے درپے ہوتا ہے اس لیے حضور ﷺ نے فرمایا: ”قاتل اور مقتول دونوں دوزخی ہیں۔“ قاتل اس لیے کہ اس نے ناحق قتل کیا ہے اور مقتول اس لیے کہ وہ اپنے قاتل کو قتل کرنا چاہتا تھا مگر کامیاب نہ ہو سکا، لیکن اگر کوئی ظلماً قتل ہو جائے تو وہ اس زمرے میں نہیں آتا۔

شائم رسول کی سزا.....!؟

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز چراغ مصطفویٰ سے شرابہ بولسی
آج پوری دنیا میں مسلمان مجبور و مقہور اور مختلف مسائل و مشکلات سے دوچار ہیں۔ اس کے باوجود وہ متحد نہیں۔ مگر [الكفر ملة واحدة] کفر متحد ہے اور وہ مسلمانوں کے بنیادی نظریات اور ان کے ایمانی جذبات کو مجروح کرنے میں جھوٹ و دروغ گوئی سے بھی باز نہیں آتا۔ چند سال قبل ہفت روزہ اکانومسٹ لندن نے لکھا تھا کہ جو یہاں کے رسائل و جرائد میں شائع ہوا کہ ”دنیا کی قیادت کے لیے مغربی تہذیب کا حریف ایک ہی ہو سکتا ہے وہ ہے اسلام۔ اس سے مغرب کا تصادم ہو سکتا ہے۔ اس لیے کہ اسلام ایک آئیڈیا ہے۔“ آج کی دنیا میں اپنی نوعیت کا واحد آئیڈیا ہے۔ یہ آئیڈیا انسانی تجربہ اور مشاہدے سے ماوراء حق کے وجود پر یقین کا مدعی ہے۔ اس کے نزدیک یہ وہ حق ہے جو ۱۴ سو سال پہلے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا اور قرآن کی صورت میں محفوظ اور موجود ہے۔ ایک تہذیب کی قوت اور غلبے کے لیے ایسے الحق پر یقین کی قوت کے برابر کوئی قوت نہیں۔ اس لیے اہل یورپ اسلام اور مسلمانوں سے خائف ہیں۔ انہیں خطرہ ہے کہ ایک سرد جنگ آرہی ہے جو غالباً سرد نہ رہے گی۔“ اکانومسٹ نے صحیح لفظوں میں اعتراف کر لیا ہے کہ ”آج رسالت محمدی ﷺ پر یقین و ایمان ہی مغربی تہذیب کے لیے واحد حریف ہے اور یہی ایمان مسلمانوں کے لیے بے پناہ قوت کا سرچشمہ ہے۔ علامہ اقبال نے کہا ہے ۔

قوم را سرمایہ قوت ازو حفظ وحدت ملت ازو
یعنی آپ کی ذات مبارک ہی ہماری طاقت کا سرمایہ ہے۔ ہماری وحدت کا راز آپ ﷺ سے وابستگی میں ہے۔ مغرب نے تو کب سے اسلام کے ساتھ تہذیبی جنگ شروع کر رکھی ہے۔ اپنی اخلاقی پستی کا ثبوت دیتے ہوئے سلمان رشدی (بھارتی) تسلیمہ نسرین (بنگالی) کی رسوائے زمانہ کتابیں شائع کیں اور فرانس و جرمنی کے اخبارات نے توہین آمیز کارٹون شائع کیے جس پر پوری اسلامی دنیا سراپا احتجاج بن گئی اور مغرب کو بتا دیا کہ مسلمان ہر مشکل برداشت کر سکتا ہے مگر رسول اکرم ﷺ کی توہین برداشت نہیں کر سکتا۔ اس لیے کہ نبی کریم ﷺ سے محبت و عقیدت دین و ایمان کا بنیادی جزو ہے۔ افسوس کی بات ہے کہ آج پھر یورپی ممالک اور ان کی لابی کی طرف سے توہین رسالت قانون یعنی آئین پاکستان کے آرٹیکل 295/C اور قادیانوں کے خلاف آئینی تزامیم ختم کرانے کے لیے مختلف سازشیں کی جا رہی ہیں۔ یہ ان کے ایجنڈے کا حصہ ہے۔ سینٹ میں بھی ایک بار پھر توہین رسالت قانون کا معاملہ اٹھایا جانا سازش کا حصہ ہے۔ دینی جماعتیں کسی صورت اس قانون میں ترمیم نہیں ہونے دیں گی۔ چنانچہ پچھلے دنوں اس سلسلہ میں دینی و سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں کی اسے پی سی منعقد ہوئی جس میں دینی و سیاسی رہنما شریک ہوئے اور انہوں نے یہ اہتمام کیا کہ توہین رسالت قانون میں ترمیم نہیں ہونے دیں گے۔ امیر محترم پروفیسر ساجد میر ﷺ نے کہا کہ ”قانون رسالت کے قانون کا اطلاق غلط ہو رہا ہے تو حکومت غلط اطلاق کو روکے۔ اس قانون کو ہرگز ختم نہیں ہونے دیں گے۔ اجلاس میں یہ بھی کہا گیا کہ قانون رسالت ایکٹ کو ختم کرنے یا کمزور کرنے کی کوشش کی گئی تو تحریک چلے گی۔“

یاد رہے کہ 295/C کے تحت کم و بیش ایک ہزار کیس عدالت میں پیش ہوئے ہیں کسی مقدمے میں عدالت نے موت کی سزا نہیں سنائی۔ اس میں مسلمان بھی ہیں قادیانی بھی عیسائی ہندو اور دیگر فرقے بھی ہیں۔ سب سے زیادہ مقدمات مسلمانوں پر بنے ہیں۔

پروفیسر بنیتر ساجد میر ﷺ نے اپنے ایک مقالے میں لکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی عظمت و توقیر مسلمان کے ایمان کا جزو ہے اور علمائے اسلام دور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک اس بات پر متفق ہیں کہ آپ ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والا آخرت میں سخت عذاب کا سامنا کرنے کے علاوہ اس دنیا میں بھی گردن زنی ہے۔ خود نبی رحمت ﷺ نے اپنے اور اسلام کے بے شمار دشمنوں (خصوصاً فتح مکہ کے موقع پر) کو معاف فرما دینے کے ساتھ ساتھ ان

بشیر انصاری

ایم اے

☆ جناب پروفیسر عبدغفور اشرف
☆ جناب پروفیسر عبدالحق الرحمن لدیانی

☆ اس شمارہ میں

- | | |
|----|---|
| 1 | درس قرآن وحدیث |
| 2 | اداریہ |
| 4 | احکام ومسائل |
| 6 | درجہ الاملاغ ایک نعت..... (علیہ رحمہ) |
| 9 | شان مصطفیٰ..... سورۃ الاطراغ کی روشنی میں |
| 12 | بیت المقدس میں پانچ دن |
| 16 | دلچاس ڈے..... اور دین اسلام |
| 19 | عل اور بروز کی حقیقت |
| 22 | امام ولایت..... قتادہ و مضامین |
| 24 | اخبار الجہاد |

ادارہ سے جملہ خط و کتابت کی جائے
اور ترسیل ذریعہ.....

پتہ: ہفت روزہ ”انشاد“ لاہور۔ پاکستان

106 (معارف پبلیکیشنز) لاہور۔ 54000

فون: 042-37725525 / 042-37720257
E-mail: weeklyahlehaddith@yahoo.com

سالانہ ذریعہ تعاون کیجئے گے

میان بینک برانچ کو: 0211..... 0100270239

بیل اشاعت

| | |
|-----------------|-------------|
| سالانہ | 800/- روپے |
| ششماہی | 350/- روپے |
| بذریعہ دی | 650/- روپے |
| بیرونی ممالک سے | 6000/- روپے |
| فی پرچہ | 20/- روپے |

پروفیسر ساجد میر نے قرآن مجید کی حدیث و احادیث کے لئے ”السر پرست ان“ شہرہ آفاق کتب خانہ کی بنیاد رکھی ہے۔
لاہور سے چھوٹا نمبر 106 راوی روڈ لاہور سے پہلے

چند مکتوں کے بارے میں جو قلم و نثر کی صورت میں آپ ﷺ کی بھو اور گستاخی کیا کرتے تھے فرمایا تھا کہ ”اگر وہ کعبہ کے پردوں سے چھٹے ہوئے بھی ملیں تو انہیں واصل جہنم کیا جائے۔“
 سچی بات یہ ہے کہ ہر مسلمان ناموس رسالت کے تحفظ کے لیے مرنے کا جذبہ رکھتا ہے۔ بعض لوگوں کے نزدیک شاید یہ امر باعث حیرت ہو کہ اسلام نے بڑے بڑے
 گنہگاروں کے لیے توبہ کا دروازہ بند نہیں کیا پھر شاتم رسول توبہ کے باوجود کم از کم دنیاوی سزا سے کیوں نہیں بچ سکتا؟ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس موضوع پر اپنی کتاب ”الصارم المسلول
 علی شاتم الرسول“ میں خوب روشنی ڈالی ہے وہ فرماتے ہیں کہ اہل حدیث امام احمد ”اور امام مالک“ کے نزدیک شاتم الرسول ﷺ کی توبہ اسے قتل کی سزا سے نہیں بچا سکتی۔ جبکہ امام
 شافعی سے اس سلسلہ میں توبہ کے قبول و عدم قبول کے دونوں قول منقول ہیں۔“

آخر میں یہ کہنا ضروری ہے کہ ہم سب اور حکمران بھی مسلمان ہیں۔ بطور مسلمان ہم سب کا یہ موقف ہے کہ شاتم رسول کی سزا قتل ہے۔ ایسی صورت میں قانون رسالت
 ایک کی منسوخی اور اس میں کوئی ترمیم کیسے ہو سکتی ہے؟ اگر کوئی لابی اس آرٹیکل کے خلاف کوشاں ہے تو پھر حکومت کا فرض بنتا ہے کہ وہ اس کا ٹولہ لے اگر وہ اس میں کوتاہی کی
 مرتکب ہوگی تو بہت بڑا جرم ہوگا۔

یہ امر بھی افسوسناک ہے کہ قادیانیوں کے خلاف آئینی ترامیم کو ختم کرانے کے لیے ایک لابی شوٹے چھوڑتی رہتی ہے جبکہ کذاب مرزا غلام قادیانی کے بیروکار ملک و ملت
 کے ہی خوا اور مسلمان نہیں ہیں۔ کیونکہ وہ عقیدہ ختم نبوت کے منکر اور غلام قادیانی کو نبی تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ ۱۹۷۴ء میں مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لیے تمام مکاتب
 فکر کے علماء کرام اور سیاسی رہنماؤں کی قیادت میں ایک ملک گیر تحریک برپا ہوئی جس کے نتیجے میں پیپلز پارٹی کی حکومت مجبور ہو گئی اور مسلمانوں کے دلائل سن کر پارلیمنٹ نے منفقہ طور
 پر مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا جس سے مرزائی پوری دنیا میں رسوا ہوئے اور آخرت میں بھی رسوائی ان کا مقدر ہو گئی۔ لہذا حکومت کا فرض بنتا ہے کہ وہ آئین کی پاسداری
 کرے اور اس کی مخالفت کرنے والوں کا محاسبہ کرے۔ اپنی بات مولانا ظفر علی خاں کے ان ایمان افروز اشعار پر ختم کرتے ہیں۔

نماز اچھی روزہ اچھا حج اچھا زکوٰۃ اچھی
 مگر میں باوجود اس کے مسلمان ہو نہیں سکتا
 خدا شاہد ہے کمال میرا ایمان ہو نہیں سکتا

کشتی کا المناک حادثہ: ۳ فروری ۲۰۱۷ء کی دوپہر کو کشتی دریائے راوی میں سید والا سے ادکاڑہ کی طرف روانہ ہوئی۔ محتاط اطلاعات کے مطابق کشتی میں ۷۰/۸۰ مسافر اور تیس کے
 قریب موٹر سائیکل تھے۔ کشتی بھی خستہ حالت میں تھی پھر گنجائش سے زیادہ لوگ سوار تھے۔ پانی کا بہاؤ بھی تیز تھا۔ جب کشتی پرانے پل سے گزری تو اس کا پچھلا حصہ ڈرام سے ٹکرا گیا
 کشتی ٹکرائے گئی اور اس میں پانی بھی بھرنا شروع ہو گیا۔ لوگ جھج پھار کرنے لگے، بعض مسافروں نے چلائیں لگا دیں جن میں ملاح بھی شامل تھے اور بعض لوگ اپنی مدد آپ
 کے تحت باہر نکلتے، میں کوشاں تھے۔ ریسک تو نہیں بھی کافی تاخیر سے وہاں پہنچیں۔ ابھی تک لاپتہ لوگوں کے صحیح اعداد و شمار سامنے نہیں آئے۔ کیونکہ ان کا کوئی ریکارڈ موجود نہیں۔ یاد رہے
 کہ ۱۹۹۷ء میں بھی اسی مقام پر بڑا حادثہ ہوا تھا جس میں دو صد مسافر پانی کی نذر ہو گئے تھے۔ پتہ چلا ہے کہ پل کی تعمیر کے لیے رقم مختص ہو چکی ہے مگر تعمیر باقاعدہ شروع نہیں ہوئی
 جبکہ ذمہ دار اعلیٰ میاں شہباز شریف کی سنگ بنیاد کی تختی بھی نصب ہے۔ علاقہ کے ارکان قومی و صوبائی اسمبلی کا ادھر سے گزر ہوتا رہتا ہے لیکن توجہ نہیں فرماتے۔ اس حادثہ کے بعد دیکھیں
 پل کی تعمیر کب شروع ہوتی ہے۔ ہم دریا میں بہہ جانے والے مسافر شہداء کے لیے مغفرت اور مٹاثرہ خاندانوں کے لیے صبر جمیل کی دعا کرتے ہیں۔

دنیا کو اسلامی نہیں بلکہ صلیبی دہشت گردی نے زیادہ نقصان پہنچایا۔ پروفیسر ساجد میر

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان سینیٹر پروفیسر ساجد میر نے کہا ہے کہ دنیا کو اسلامی نہیں بلکہ صلیبی دہشت گردی نے زیادہ نقصان پہنچایا
 ہے۔ امریکہ اور اہل مغرب عالم اسلام کے درپے ہیں۔ ورلڈ آرڈر اور صلیبی جنگوں کے بعد ٹرمپ نے اسلامی دہشت گردی کے انسداد کا اعلان کر کے
 دنیائے احلام کو لٹکا رہا ہے۔ جامعہ ابراہیمیہ میں جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے ان کا کہنا تھا کہ حقیقت میں مسلم دنیا کو ہر روز یہودی، صلیبی اور
 ہندو دہشت گردی کا سامنا ہے۔ فلسطین، عراق، افغانستان، کشمیر میں اب تک لاکھوں مسلمانوں کو شہید کیا گیا، کیا یہ مسلم دہشت گردی ہے؟ انہوں نے
 کہا کہ عالم اسلام کی پٹائی کے لئے اغیار متحد ہیں، ان حالات میں عالم اسلام کو اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کرنا ہوگا، آخر ہم کب تک انتشار کا شکار رہ کر
 مار کھاتے رہیں گے۔ عدم اتفاق اور نفاق سے ہم پہلے ہی بہت نقصان اٹھا چکے۔ عرب لیگ، خلیجی تعاون کونسل، او آئی سی سب کو فعال کرنا ہوگا۔ امریکہ اور
 اہل مغرب، عالم اسلام کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اس سلسلے میں پاکستان اسلامی دنیا کی واحد ایٹمی طاقت ہے، اس لحاظ سے اس پر سب سے
 زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ٹرمپ کی دھمکیاں خود امریکہ کے لیے نقصان کا باعث بن سکتی ہیں۔ وہاں کے لوگوں کا ٹرمپ کے خلاف
 سڑکوں پر آنا اس بات کی گواہی ہے کہ وہ خود اندرونی خلفشار کا شکار رہے۔ اگر ٹرمپ نے اپنی جارحانہ پالیسی اسی طرح جاری رکھی تو پوری دنیا میں امریکہ
 کے خلاف نفرت کی لہر پیدا ہوگی جس سے امن نہیں بلکہ دہشت گردی کو ہوا ملے گی۔

جناب
مولانا
مفتی
ابو محمد عبدالستار احمد
مرکز الدراسات الاسلامیہ
فون: 0300-4178626 - 065-2663317
Email: markaz.dirasat@gmail.com

احکام و مسائل

مسئلہ وراثت

سوال

حادثے میں ایک آدمی فوت ہوا اس کا ترکہ ایک لاکھ روپیہ ہے، پسماندگان میں سے بیوہ دو بیٹیاں اور والدین زندہ ہیں۔ مذکورہ ترکہ وراثہ میں کیسے تقسیم ہوگا؟ کتاب و سنت کی روشنی میں ہر ایک کے حصے کی وضاحت کر دیں۔

جواب

- بشرط صحت سوال واضح رہے کہ اگر مرنے والے کے ذمے کوئی قرض وغیرہ نہیں اور نہ ہی اس نے کوئی وصیت کی ہے تو اس کی جائیداد درج ذیل تفصیل کے مطابق تقسیم ہوگی:
- بیوہ کو کل جائیداد سے آٹھواں حصہ دیا جائے گا کیونکہ میت کی اولاد موجود ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”اگر تمہاری اولاد ہے تو پھر ان کی بیویوں کو تمہارے ترکہ سے آٹھواں حصہ ملے گا۔“ (النساء: ۱۲)
 - دو بیٹیوں کو دو تہائی دیا جائے گا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”اگر صرف لڑکیاں ہی ہوں اور وہ (دو یا) دو سے زیادہ ہوں تو انہیں مال متروکہ میں سے دو تہائی ملے گا۔“ (النساء: ۱۱)
 - والدین میں سے ہر ایک کو چھٹا چھٹا حصہ ملے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”میت کے والدین میں سے ہر ایک کے لیے اس کے متروکہ مال میں سے چھٹا حصہ ہے اگر اس میت کی اولاد ہو۔“ (النساء: ۱۱)

سہولت کے پیش نظر درج ذیل حصص وراثہ کے لیے ہیں: میت ۲۷/۲۳

اصل مسئلہ جو نہیں سے ہوگا۔ چونکہ حصص اصل مسئلہ سے زیادہ ہیں اس لیے مول ہوگا جو ستائیس ہے۔ چونکہ ترکہ ایک لاکھ ہے اسے ستائیس پر تقسیم کرنے سے ایک حصہ 3703.7 روپے ہے۔ دو بیٹیوں کا حصہ 3703.7 x 16 = 59,259 روپے..... بیوہ کا حصہ 3703.7 x 3 = 11,111 روپے..... ماں کا حصہ 3703.7 x 4 = 14,815 روپے..... باپ کا حصہ 3703.7 x 4 = 14,815 روپے..... مجموعہ: 14,815 + 14,815 + 11,111 + 59,259 = 1,00,000 روپے۔

اپنا نکاح خود پڑھنا

سوال

ہمارے معاشرہ میں مولوی حضرات نکاح پڑھاتے ہیں کیا کوئی اپنا نکاح خود بھی پڑھ سکتا ہے یا کسی صاحب علم سے ہی پڑھانا ہوتا ہے؟ قرآن و حدیث میں اس کے متعلق کیا ہدایات ہیں؟

جواب

نکاح میں تین چیزیں انتہائی اہم کردار ادا کرتی ہیں: ① ولی جو اپنی عزیزہ کا نکاح کرتا ہے۔ ② زوج وہ مرد جس کے ساتھ نکاح کیا جاتا ہے۔ ③ منکوحہ وہ عورت جس کا نکاح کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ایجاب و قبول بھی نکاح کے بنیادی ارکان ہیں۔ ایجاب کا مطلب یہ ہے کہ لڑکی کے سر پرست کی طرف سے نکاح کی پیشکش ہوتی ہے اور قبول یعنی لڑکا اسے قبول کرتا ہے۔ اب کیا نکاح کے لیے ضروری ہے کہ کوئی تیسرا آدمی نکاح پڑھانے کا فریضہ ادا کرے یا انسان اپنا نکاح خود بھی کر سکتا ہے؟ اس سلسلہ میں امام بخاریؒ نے ایک عنوان بایں الفاظ رقم کیا ہے: ”اگر عورت کا سر پرست خود ہی اس سے نکاح کرنا چاہے۔“ (بخاری، النکاح: باب نمبر ۳۸)

امام بخاریؒ کے رجحان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انسان اپنا نکاح خود بھی کر سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں انہوں نے سیدنا عبدالرحمن بن عوفؓ کا حوالہ دیا ہے کہ انہوں نے ام حکیم بنت قارظ سے کہا ”کیا تم اپنا معاملہ میرے حوالے کرتی ہو؟“ انہوں نے کہا جی ہاں۔ سیدنا عبدالرحمن بن عوفؓ نے کہا: میں نے تیرے ساتھ نکاح کر لیا ہے۔ سیدنا عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں کہ ایسی صورت میں وہ دو گواہوں کے سامنے اس عورت سے کہہ دے کہ میں نے تیرے ساتھ نکاح کر لیا ہے یا عورت کے قبیلے والوں سے کسی آدمی کو مقرر کر دے۔ (صحیح بخاری، النکاح قبل حدیث: ۵۱۳۱)

حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ اس مسئلہ میں سلف کا اختلاف ہے۔ حضرت اوزاعیؒ، امام ربیعہؒ، امام ثوریؒ، امام مالکؒ، امام ابوحنیفہؒ اور امام لیثؒ کا موقف ہے کہ سر پرست اپنی زیر پرورش سے خود بھی نکاح پڑھ سکتا ہے۔ لیکن امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ وہ اپنا نکاح خود نہیں پڑھ سکتا بلکہ حاکم وقت یا کوئی اس کے ہم پلہ یا اس سے دور کا تعلق رکھنے والا سر پرست نکاح پڑھائے، ان کی دلیل یہ ہے کہ ولایت نکاح کے لیے بنیادی شرط ہے۔ اس بناء پر نکاح کرنے والا خود سر پرست بن کر اس کی اجازت دے اور نکاح پڑھائے ایسا نہیں ہو سکتا۔ (فتح الباری: ج ۹، ص ۲۳۶)

ہمارے رجحان کے مطابق آدمی اپنا نکاح خود پڑھ سکتا ہے لیکن معاشرتی طور پر بہتر یہ ہے کہ کوئی دوسرا نکاح پڑھانے کا فریضہ ادا کرے اس کا نکاح خود پڑھنا ایسا ہی ہے جیسے خود اپنے آپ سے کوئی چیز خریدتا ہے۔ اگر کوئی اپنا نکاح خود پڑھتا ہے تو بھی ایسا کھلے بندوں ہونا چاہیے کیونکہ اعلان نکاح ضروری ہے تاہم اصولی جواز کے باوجود عرف اور مصلحت کو ضرور مد نظر رکھنا چاہیے۔ واللہ اعلم!

بہن کو نکاح پر مجبور کرنا

سوال کیا باپ اپنی بیٹی کو کسی ایسے شخص سے نکاح پر مجبور کر سکتا ہے جسے وہ نہ چاہتی ہو؟ اگر کسی کو مجبور کر کے نکاح پڑھ دیا جائے تو کیا ایسا نکاح ہو جاتا ہے؟ یا اپنی لڑکی کو نکاح کے لیے رضامند کرنا ضروری ہے اس مسئلہ کی وضاحت کریں۔

جواب شریعت اسلامیہ میں عورت اس قدر مطلق العنان نہیں ہے کہ وہ جب چاہے اور جہاں چاہے اپنی شادی رچا لے اور نہ ہی وہ اس قدر مجبور ہے کہ اس کا سر پرست جب چاہے اور جہاں چاہے اس کا عقد کر دے اور وہ مجبور ہو کر خاموش رہے۔ بلکہ شریعت نے اعتدال کو قائم رکھا ہے کہ نکاح کے لیے ولی کی اجازت ضروری ہے اور عورت کی رضا مندی کو بھی بنیادی حیثیت دی ہے۔ اس سلسلہ میں امام بخاری کا طرہ امتیاز یہ ہے کہ وہ مصالح عباد پر پوری نظر رکھتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ وہ نصوص کا دامن بھی ہاتھ سے نہیں چھوڑتے۔ چنانچہ انہوں نے مسئلہ مذکورہ کے متعلق ایک عنوان بایں الفاظ قائم کیا ہے: ”جو کہتا ہے کہ ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔“ (بخاری، النکاح: باب نمبر ۳۷)

امام بخاری کی یہ عادت ہے کہ جو حدیث ان کے معیار صحت پر پوری نہیں اترتی لیکن اس کا معنی اور مضمون صحیح ہوتا ہے تو اسے عنوان میں رکھ کر دیگر احادیث سے اس معنی کی تائید کرتے ہیں۔ مذکورہ بالا عنوان بھی ایک حدیث ہے جسے سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔“ (ابوداؤد: ۲۰۸۵)

پھر آپ نے ایک دوسرا عنوان بایں الفاظ قائم فرمایا: ”باپ دادا وغیرہ کسی عورت کا نکاح اس کی رضامندی کے بغیر نہ کرے۔“ (بخاری، النکاح: باب نمبر ۴۷)

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ”کنواری عورت کا نکاح اس کی اجازت (مرضی) کے بغیر نہ کیا جائے۔“ (بخاری، النکاح: ۵۱۳۶)

یہ حکم عام ہے اس میں کسی کو مستثنیٰ نہیں کیا جاسکتا بلکہ ایک روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کنواری عورت سے اس کی ذات کے متعلق اس کا باپ اجازت حاصل کرے۔“ (مسلم، النکاح: ۱۴۱۹)

اس حدیث کی بناء پر اگر کوئی باپ اپنی بیٹی کا نکاح زبردستی کسی ایسے شخص سے کر داتا ہے جسے وہ نہیں چاہتی ایسا کرنا حرام ہے۔ امام بخاری نے ایک تیسرا عنوان بایں الفاظ قائم کیا ہے: ”جب کوئی اپنی بیٹی کا زبردستی کہیں نکاح کر دے تو ایسا نکاح مردود ہے۔“ (بخاری، النکاح: باب نمبر ۴۳)

پھر اس عنوان کو ثابت کرنے کے لیے ایک حدیث پیش کی ہے کہ سیدہ خساء بنت حزام کے باپ نے اس کا نکاح اس کی مرضی کے بغیر کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے مسترد کر دیا۔ (بخاری، النکاح: ۵۱۳۸)

ان احادیث کا تقاضا ہے کہ عورت کی مرضی کے بغیر کیا ہوا نکاح صحیح نہیں ہوتا اگرچہ وہاں گواہ موجود ہوں۔ لہذا لڑکی کے سر پرست کو چاہیے کہ وہ نکاح کے سلسلہ میں لڑکی کو اعتماد میں لے اور اس کی رضامندی حاصل کرے۔ واللہ اعلم!

قومی بچت سکیم کا نفع

سوال میں ریٹائرڈ ملازم ہوں میں نے اپنی رقم قومی بچت بینک میں رکھی ہے اور مجھے اس کی طرف سے باقاعدہ ماہانہ نفع ملتا ہے۔ میں دل کا مریض ہوں اور کسی قسم کا کاروبار کرنے کے قابل نہیں ہوں۔ کیا مذکورہ نفع میرے لیے جائز ہے؟ وضاحت کریں۔

جواب قومی بچت سکیم کا نفع سود ہے۔ اس سے ایک مسلمان کو اجتناب کرنا چاہیے اگرچہ کچھ علماء اسے نفع قرار دے کر جواز کا فتویٰ دیتے ہیں لیکن کسی چیز کا نام بدل دینے سے اس کی حقیقت نہیں بدل جاتی۔ خزیر کا نام اگر بکرا رکھ دیا جائے تو وہ خزیر ہی رہتا ہے بکرا نہیں بن جاتا۔ بلکہ اس سود کا نام اگر نفع رکھ دیا جائے تو اسے جائز نہیں کہا جاسکتا۔ سائل اگر مریض ہے تو کسی امانت دار شخص کے ذریعے اپنی رقم کو جائز کاروبار میں لگائے اور اس سے ملنے والے سح سے اپنے اخراجات پورے کرے یا پھر جائز شیئرز خرید کر ان کا نفع استعمال کیا جاسکتا ہے۔ جن اہل علم نے اس قسم کے ”منافع“ کو جائز قرار دیا ہے ان کے پاس کوئی ٹھوس دلیل نہیں ہے جس کی بناء پر مسئلہ ہذا میں کوئی لچک پیدا کی جاسکے اور کسی مجبور کو اس کی اجازت دی جائے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سائل کو شفاء کاملہ عطا فرمائے اور رزق حلال استعمال کرتے ہوئے توفیق دے۔ بہر حال سود کی لعنت سے بچنا ہر مسلمان کا فرض ہے اگرچہ یہودیانہ بینک کاری نے مسلمانوں کو ہم رنگ زمین جال بچھا کر سود کی لعنت میں پھنسانے کی بھرپور کوشش کر رکھی ہے۔ ہمارے نزدیک اس قسم کے حرام ذرائع کو حلال قرار دینا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف اعلان جنگ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ رکھے۔ آمین!

ذرائع ابلاغ ایک نعمت!

امام مسجد الحرام
فضیلہ العزیز
ڈاکٹر مسعود الشتریم

جناب محمد جمل بٹھی

جناب حافظ یوسف سراج

تاریخ

18 ربیع الثانی 1438ھ / 13 جنوری 2017ء

حمد و ثنا کے بعد!

میں خود کو اور تمہیں وہ بہترین وصیت کرتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے اگلے پچھلے تمام لوگوں کو کی ہے۔

”تم سے پہلے جن کو ہم نے کتاب دی تھی انہیں بھی یہی ہدایت کی تھی اور اب تم کو بھی یہی ہدایت کرتے ہیں کہ خدا سے ڈرتے ہوئے کام کرو۔ اور فرقہ بندی میں نہ پڑو، آپس میں الفت رکھو اور نفرت سے بچو اور اے اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن کر رہو۔“ (النساء: 131)

اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے اپنے علم اور حکمت سے اپنے بندوں کی روزی کے لیے ایسی چیزیں پیدا کی ہیں جو ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھیں اور انہیں ایسے عظیم

وسائل عطا کرتا ہے جن کے بدلے لازم ہے کہ انسان اللہ کے فضل و کرم اور اس کی نعمتوں کے بدلے اس کا شکر ادا کرے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”وہی اللہ ہے جس نے زمین میں موجود ساری نعمتیں تمہارے لیے پیدا فرمائیں۔“ (البقرہ)

جب اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام کو پرندوں کی بولیاں سکھائی تھیں تو انہوں نے یہ کہا: ”یہ میرے رب کا فضل ہے، وہ مجھے آزمانا چاہتا ہے کہ میں اس کا شکر کرتا ہوں یا ناشکری۔“

بندوں پر اللہ کی نعمتیں بے شمار ہیں۔ دنیا میں ان پر مسلسل اللہ کی نعمتیں نازل ہو رہی ہوں۔ ابھی ایک سے فائدہ اٹھا رہے ہوتے ہیں کہ دوسری نعمت مل جاتی ہے۔ کچھ مالی نعمتیں ہیں، کچھ معاشی نعمتیں ہیں اور کچھ نعمتیں اس دور کے جدید نئے آلات کی شکل میں ہیں۔ ان آلات نے فاصلے سمیٹ دیے ہیں۔ وقت کو قید کر لیا ہے، دور والے کو قریب کر دیا ہے۔ مشرق میں بیٹھا شخص مغرب میں بولنے والے کا سلام سن رہا ہے۔ ابھی اس کی زبان

سے سلام نکلا ہے کہ چھ لمحوں میں وہ دوسرے شخص کے کانوں میں پہنچ جاتا ہے۔ جب کوئی شخص شمال میں دردی نہیں سے تڑپتا ہے تو جنوب میں بیٹھا شخص اس کی سسکیاں سن لیتا ہے۔ اس کے سسکیاں بھرنے کی آواز اور اس آواز کے سننے جانے میں چند لمحوں کا فاصلہ ہوتا ہے۔ یہ بڑا دلچسپ منظر ہے۔ اگر یہ صورت حال ہمارے آباؤ اجداد کو بتائی جاتی تو وہ اسے مذاق قرار دیتے۔ یا وہ اسے قصہ گوئی خیال کرتے یا وہ اسے ذہنی تصور مانتے جس کا حقیقت میں کوئی وجود نہ ہو۔ وہ اسے خیال کیوں نہ سمجھتے۔ اگر انہیں علم ہو جائے کہ ہم میں سے کوئی شخص اپنے بستر پر یا اپنے گھر میں صوفے پر دروازہ مشرق و مغرب کی خبریں سنتا ہے اور وہ بیسیوں نہیں سینکڑوں لاکھوں، کروڑوں

بلاشبہ یہ ذرائع ابلاغ بھی نعمت ہیں۔ خواہ وہ اجتماعی ہوں یا انفرادی۔ اس نے اپنی تیز رفتاری، باریک بینی اور مکمل ہونے کی وجہ سے عقلوں کو حیران کر دیا ہے۔ سماعت کو پریشان اور آنکھوں کو خیرہ کر دیا ہے۔

تک پہنچنے میں عرصہ لگ جاتا تھا اور کئی مراحل سے گزرنا پڑتا تھا۔ بلاشبہ یہ ذرائع ابلاغ بھی نعمت ہیں۔ خواہ وہ اجتماعی ہوں یا انفرادی۔ اس نے اپنی تیز رفتاری، باریک بینی اور مکمل ہونے کی وجہ سے عقلوں کو حیران کر دیا ہے۔ سماعت کو پریشان اور آنکھوں کو خیرہ کر دیا ہے۔

جی ہاں! ایسی ہی حیران کن ایجادات پہلے لوگوں کے لیے حیرانی کا باعث ہیں۔ اگر وہ ان کے بارے میں سنتے تو ضرور حیران ہوتے۔ بلاشبہ یہ بہت بڑی نعمت ہے جو اللہ نے اپنے بندوں کو عطا کی ہے۔ دراصل اللہ تعالیٰ نے ان ایجادات کے ذریعے اپنے بندوں کا امتحان لیا ہے کہ آیا وہ شکر بجالاتے ہیں یا ناشکری کرتے ہیں۔ کیا وہ انہیں اللہ کی حلال کی ہوئی حدوں میں رہ کر استعمال کرتے ہیں یا حدود کی پامالی کرتے ہیں۔ جو لوگ نڈا گاہ کے قریب لے جا کر جانور چراتے ہیں ان کے جانور چراگاہ کے اندر بھی داخل ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”میرے بہت تھوڑے بندے شکر گزار ہیں۔“

ذرائع ابلاغ کی ترقی میں یہ بہت بڑا انقلاب ہے۔ اس کی تیزی اور جدت نے بہت سارے لوگوں کی عقل چھین لی ہے۔ وہ خیر و شر میں فرق نہیں کر رہے۔ وہ اپنی مدد ہوشی میں یہ سمجھ نہیں پا رہے کہ یہ وسائل بھی دیگر ایجادات کی طرح خیر اور شر پر مشتمل ہیں۔ ان میں بہت بڑا گناہ بھی ہے اور لوگوں کے لیے فائدے بھی ہیں۔ ان کی خوبی خوبی ہے اور برائی برائی ہے۔ البتہ ان کی طبیعت اور جدت نے عجیب و غریب تجربات سے روشناس کرایا ہے۔ جس میں معاشرتی عادتیں اور اخلاق کی پروا نہیں کی جاتی۔ خوبصورت کو بدصورت کے ساتھ ملا دیا گیا ہے۔ مشقت ختم ہو گئی ہے۔ انسان کی انگلیاں ہی اس کی سوچ بن گئی ہیں۔ اس کی زبان اور عقل زیادہ استعمال ہوتی ہیں۔ کیونکہ جو شخص یہ وسائل استعمال کر رہا ہے وہ اکثر انہیں تنہائی میں استعمال کرتا ہے۔ وہ اکیلا بیٹھا ہوتا ہے۔ لوگوں کے سامنے

لوگوں سے بات چیت بھی کر رہا ہے، صرف ایک مٹن دبانے سے دنیا بھر کی تازہ ترین خبریں اس کے پاس آ رہی ہیں جبکہ وہ اپنے بستر سے اٹھا تک نہیں۔ تو سوچئے کہ ان کا کیا حال ہو؟ اب صورتحال یہ ہے کہ آدمی کے منہ سے ایک کلمہ نکلتا ہے، یا وہ ایک حرف لکھتا ہے تو اس کے اپنی جگہ سے اٹھنے سے پہلے پہلے وہ دنیا کے کونے کونے میں پہنچ چکا ہوتا ہے۔ تمہیں ان ساری چیزوں کو جاننے کے لیے گھر سے باہر نکلنے کی ضرورت نہیں۔ نہ لوگوں کے دروازوں پر جانے کی ضرورت ہے۔ نہ خبروں کے حصول کے لیے لوگوں کی مجلسوں میں جانے کی ضرورت پڑتی ہے۔ ہمارے بزرگوں کے لیے یہ چیز حیرانی کا باعث کیوں نہ ہو کہ جب ان کے دور میں نظروں سے دور ہونے والا تو گم ہی ہو جاتا تھا جب تک کہ وہ واپس نہ آجائے۔ ان کے ارد گرد ہونے والے واقعات بھی ان

نہیں ہوتا۔ اس لیے وہ آزاد ہوتا ہے کہ وہ کسی بھی ساتھی کے بارے میں جو کچھ رہا ہے اس کا انجام کیا ہوگا۔ اس کے اثرات کیا ہوں گے۔ اسے اس کی بالکل فکر نہیں ہوتی۔ جی ہاں ایک بات کتنی خطرناک ہو سکتی ہے۔ اس کی سنگینی کیا ہو سکتی ہے۔ عبدالملک بن مروان سے ایک ساتھی نے کہا: آپ بوڑھے ہو گئے ہیں۔ انہوں نے کہا مجھے منبر پر دیئے گئے خطبوں نے بوڑھا کر دیا ہے۔ انہوں نے حیرت سے پوچھا: منبروں کے خطبوں نے کیسے بوڑھا کر دیا ہے؟ حالانکہ وہ مسلمانوں کا خلیفہ ہے۔ وہ فصیح و بلیغ عربی بولنے والا ہے۔ وہ خوب سمجھ بوجھ رکھنے والا حکمران ہے کسی کا اس پر زور نہیں۔ یہ ہے وہ عبدالملک بن مروان جس کے بارے میں امام اصبہی فرماتے ہیں: میں نے اس کی کلام میں عربی گرائمر کی کوئی غلطی نہیں دیکھی۔ خواہ وہ خوش گپیاں کر رہا ہو یا سنجیدہ گفتگو۔

ہو گئی ہے جس کی کوئی حدود و قیود نہیں ہوتیں۔ اس ترقی نے بہت سے تحفظات پیدا کر دیئے ہیں۔ مجلس میں بیٹھ کر جو کچھ ادا کرنا ناممکن تھا۔ ان وسائل کے ذریعے اگلیوں کی تھوڑی سی حرکت سے وہ سکریں پر لکھ دیا جاتا ہے اور وہ حرکت اس کی سوچ سے بھی تیز ہوتی ہے۔ ان وسائل کی مصروفیت کے ساتھ بیٹھے شخص کے ساتھ بات چیت کرنے سے بھی زیادہ محبوب ہو گئی ہے۔ حتیٰ کہ آپ دیکھیں گے کہ ایک ہی مجلس میں کندھے کے ساتھ کندھا ملائے ہوئے لوگ بھی ان چیزوں کے ساتھ مشغول ہوں گے۔ ان کے جسم ایک جگہ مگردل دور دور ہوں گے۔ ہر شخص اپنی دنیا بسائے اپنی محفل سجائے بیٹھا ہوگا۔

جبکہ نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کے لیے قبل و قال یعنی بے مقصد گفتگو ناپسند کی ہے۔ تو آج ہم ان وسائل ابلاغ پر کون سی بے مقصد گفتگو دیکھ رہے ہیں؟ بے مقصد اور بے ہودہ

چنانچہ اس میں شدید احتیاط کی ضرورت ہے کہ ان میں سے کون سی چیز یعنی ہے اور کون سی ترک کرنی ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم اسی جال میں پھنس جائیں جس سے ہم بچنے کی کوشش کر رہے ہیں، یا معاشرے کے مستقبل سے کھیلنے والوں کے لیے آسان اور قیمتی شکار ثابت نہ ہوں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ ہمارے ذریعے سے معاشرتی آگاہی کا خون کرنے میں کامیاب ہو جائیں، یا کم از کم فکری دھمکوری پھیلا کر ایسی فکر پیدا کر دیں کہ جسے ایک طرف سے مبالغہ آرائی کی سوچ سمجھ رہی ہو اور دوسری طرف سے سختی کرنے والی سوچ۔ اس متذبذب سوچ کا نتیجہ یہ ہو کہ ہماری شناخت ہی تبدیل ہو جائے یا ہماری ثقافت اور سوچ کا طریقہ ہی بدل جائے۔

اللہ کے بندو! ایسا ہونا بھی کوئی بعید نہیں ہے! کیونکہ جب ایک ملک کو بے وقعت سمجھتے ہوئے ہر من پسند چیز کو لالچ، شیر یا اس پر کھٹ کر دیا جائے گا تو عین ممکن ہے کہ معاشرے کی عمومی سوچ میں چنگلی باقی نہ رہے، وہ کھوکھلی ہو جائے اور صحیح سے غلط الگ کرنے کے معیار غیر واضح ہو جائیں۔

اس کا نتیجہ یہ بھی ہو سکتا ہے خواہشات نفس کے پیچھے لگ کر ہر عمل بغیر کسی روک ٹوک یا معیار کے کیا جانے لگے، معلومات کی درستی اور غیر درستی کی تحقیق چھوڑ دی جائے۔ اگر ایسا ہو گیا تو پھر افواہ پھیلا نا اور آسان ہو جائے گا اور اس کی تحقیق کرنا کہیں مشکل ہو جائے گا۔ لوگ افواہیں قبول کرنے کے لیے تیار ہو جائیں گے اور انہیں رد کرنے یا اس کا جواب دینے کی طاقت کہیں کم ہو جائے گی۔

یہ چیزیں کوئی دور نہیں ہیں! کیونکہ ہر شخص یہ سمجھنے لگا ہے کہ وہ سوشل میڈیا پر کسی قسم کی قید، دلیل یا بنداری کے جذبے کے بغیر وہ سب کچھ لکھ سکتا ہے جو اس کا من چاہے۔ آج بڑا سٹار بننا اور لوگوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرانا بالکل مشکل نہیں رہا کیونکہ سوشل میڈیا کو استعمال کرنے والے بیشتر لوگوں نے یہ فیصلہ کر رکھا ہے کہ وہ ہر بات قبول کرنے والے نہیں گے، کسی چیز کی تحقیق نہیں کریں گے۔ دوسروں کے پیچھے چلنے والے نہیں گے، اپنی سوچ استعمال کر کے حق اور باطل کو الگ کرنے کی کوشش کرنے والے نہیں بنیں گے۔ دوسروں کی گونج

ان جدید ذرائع ابلاغ سے پہلے ہم رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان سنا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”ایک بندہ بغیر سوچے سمجھے ایک لفظ بولتا ہے اور اس کی وجہ سے جہنم میں اتنا دور جا گرتا ہے جتنا مشرق و مغرب کے درمیان فاصلہ ہے۔“ (متفق علیہ)

گفتگو طعن و تشنیع، گالی گلوچ اور مذاق اڑانے جیسے مشغلے ہی عام ہیں۔ اس سے صرف وہی محفوظ ہے جس پر میرے رب کی خاص رحمت ہے۔ ان جدید ذرائع ابلاغ سے پہلے ہم رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان سنا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”ایک بندہ بغیر سوچے سمجھے ایک لفظ بولتا ہے اور اس کی وجہ سے جہنم میں اتنا دور جا گرتا ہے جتنا مشرق و مغرب کے درمیان فاصلہ ہے۔“ (متفق علیہ)

ہم یہ فرمان نبوی سنتے تھے لیکن اس وقت کے حالات کے مطابق ہمارے تصورات بڑے محدود تھے۔ ہمیں اس کی صحیح سمجھ نہ آتی تھی مگر ان جدید ذرائع ابلاغ کے آنے سے اس کا معنی بڑا واضح ہو گیا۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ جدید ذرائع ابلاغ نے ایسی ثقافت پیدا کی ہے جس میں کوئی نقص اور نقصان نہیں۔ حالانکہ حقیقت حال اس کے برعکس ہے۔ کیونکہ ہم آج کے اس دور کا موازنہ کرتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ اس میں غلطیاں بڑی تیزی سے سرزد ہوتی ہیں۔ معلومات کا انبار لگا ہے۔ ان وسائل کے ذریعے معلومات کا پلندہ ہم تک پہنچ رہا ہے۔

امام اعظم نے ابونزاد سے روایت کیا ہے کہ عبدالملک بن مروان مدینہ منورہ کے چار فقہاء میں سے ایک تھے۔ یہ ساری خوبیاں موجود ہونے کے باوجود عبدالملک بن مروان ایک لفظ کی ذمہ داری اور اس کی سنگینی سے باخبر تھے۔ لوگوں کے فہم اور ان کی عقلوں کے مطابق گفتگو کرتے تھے اور بڑی محتاط گفتگو کرتے تھے۔ الفاظ کی تاثر اور ان سے انجام پر گہری نظر رکھتے تھے۔ جبکہ اس دور میں لوگوں کی ایک محدود تعداد ان کا خطبہ سنتی تھی۔ اس وقت کی تقریر اتنی دور تک بھی نہیں پہنچتی تھی جتنی آج کے وسائل کے ذریعے دور تک پہنچ جاتی ہے۔ تو وہ شخص جس کی تحریر کروڑوں لوگوں تک پہنچتی ہے اور ان کے سامعین کی عقلیں اور فہم بھی ایک جیسا نہیں۔ ان کے مقاصد اور اغراض بھی ایک جیسے نہیں ایسے شخص کو کس قدر احتیاط کی ضرورت ہے۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سچ فرمایا ہے کہ ”تم جس قوم سے گفتگو کرو اور وہ ان کی عقلوں سے بلند ہو تو وہ گفتگو ان کے لیے فتنہ بن جائے گی۔“

اللہ کے بندو! دور حاضر کے ان ذرائع ابلاغ کی کثرت اور سہولت نے کلمات کی سنگینی غائب کر دی ہے۔ لوگ اس کی خطرناکی سے لاپرواہ ہو گئے ہیں۔ بہت سارے لوگوں کے نزدیک اس کی حیثیت خیالی پلاؤ جیسی

نہیں گے، اپنی مستقل شناخت نہیں بنائیں گے۔

ویسے بھی اس دور میں عقل پر احساسات غالب آ گئے ہیں، چنانچہ عقلیں قبضہ کرنے والوں کے لیے بالکل تیار ہیں۔ ان پر قبضہ جمانے کے لیے کوئی خاص محنت یا کوشش کی ضرورت نہیں ہے۔ ایسی عقلیں وہ کہتی ہیں جو ان سے کہلانے والے کہلاتے ہیں، جو سستی ہیں وہ آگے بیان کر دیتی ہیں، ان کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہوتی ہے، یہ کسی چیز کے معاملے میں کوئی بحث یا تحقیق نہیں کرتیں۔

یہ سب ایسے دور میں ہو رہا ہے کہ جب انسانی سوچ پر سوشل میڈیا کے سیلاب اٹھائے گئے احساسات اثر انداز ہو رہے ہیں۔ سوشل میڈیا کے بڑھتے ہوئے اس سیلاب نے انسان کے احساسات پر یہ اثر ڈالا ہے کہ وہ اب یکا یک بدل جاتے ہیں، ایک حالت سے اچانک دوسری اور بالکل مختلف میں چلے جاتے ہیں، کبھی وہ مختلف چیزوں کو ایک ہی سانچے میں ڈھال دیتے ہیں اور کبھی وہ ایک ہی قسم کی چیزوں کو الگ الگ شمار کرنے لگتے ہیں۔ اس شخص کی یہ حالت ہو جانا بھی عجیب بات نہیں کہ جو نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان پر عمل نہ کرتا ہو:

رسول اللہ ﷺ صادق و مصدق نے فرمایا: بلاشبہ تم میں سے جو زندہ رہا وہ بڑے اختلافات دیکھے گا۔ تم میری سنت اور میری خلفائے راشدین کے طریقے پر چلتے رہنا۔ اسے مضبوطی سے تھام لینا۔ (ابوداؤد)

ایک بہت بڑی غلطی یہ بھی ہے کہ جس میں معاشرے بتلا ہیں کہ وہ ان ذرائع ابلاغ کو صرف وسائل ہی کی حیثیت نہیں دیتے بلکہ انہیں اپنا مقصد اور اصول بنا لیتے ہیں اور جب یہ صورت حال ہو جاتی ہے تو پھر نئی نسل کے فکری انتشار اور بے اصولی کا مت پوچھو۔ اور ان کی سوچ و فکر نہایت نکمی ہوتی ہے جسے آسانی سے موڑا جاسکتا ہے اور ان کی برین واشنگ بہت آسان ہو جاتی ہے۔ تہذیب کے ان متلاشیوں کو لوگوں کا تابع بنانا آسان ہو جاتا ہے پھر جیسے دوسرے لوگ ظلم و ستم کرتے ہیں ویسے وہ بھی کرنے لگتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنی فکر کرو، کسی دوسرے کی گمراہی سے تمہارا کچھ نہیں بگڑتا اگر تم خود راہِ راست پر ہو، اللہ کی طرف تم سب کو پلٹ

کر جانا ہے، پھر وہ تمہیں بتا دے گا کہ تم کیا کرتے رہے ہو۔“ (المائدہ)

حمد و ثنا کے بعد!

اللہ کے بندو اللہ سے ڈرو، اور جان لو کہ جدید وسائل ابلاغ اللہ کی نعمت ہیں جنہیں اللہ نے ہمارے لیے مسخر کر دیا ہے۔ اس کے استعمال میں لوگ دو طرح کے ہیں۔ کچھ وہ ہیں جو ان کے استعمال سے جنت پالیں گے اور کچھ وہ ہیں جو ان کی وجہ سے ہلاک ہو جائیں گے۔ جدید ذرائع ابلاغ ایک حقیقت ہیں ان سے فرار ممکن نہیں اور ان کی اہمیت کا انکار کرنا بھی ممکن نہیں۔ ان میں موجود خیر اور شر کا انکار بھی ممکن نہیں۔ اہل علم اور عقل و بصیرت والوں کیلئے واجب ہے کہ وہ برے لوگوں کا مقابلہ کریں۔ اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ غیظ و غضب کی آگ بجھائی جا سکے۔ ہر شخص کو اپنی ذمہ داری کا احساس کرنا چاہیے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم سب کو یہ بات ذہن نشین کرنی چاہیے کہ ذرائع ابلاغ کی غیبت بھی غیبت ہے اور اس کی چغلی بھی چغلی ہے۔ یہاں کا بہتان بھی بہتان ہی شمار ہوگا۔ یہاں کی گالی بھی گالی ہے اور لوگوں کو یہاں بھڑکانا بھی جرم ہی ہے۔ تو جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ یہ ذرائع حقوق، مقاصد اور معانی تبدیل کر دیتے ہیں تو وہ خیالی دنیا میں جی رہا ہے۔ جو اس کی تنگ فکری اور حقوق، واجبات کی پروا نہ کرنے کا نتیجہ ہے۔ ہر اخلاقی گراؤ اور اس کے شرعی نام کے بارے میں یہی کہہ سکتے ہو۔

ان ذرائع میں کوئی بھی اکاؤنٹ اسے محاسبے سے نہیں بچا سکتا۔ دنیا کے محاسبے اور آخرت کے گناہ سے محفوظ نہیں رکھ سکتا۔ بلکہ جتنے لوگ اس کے اکاؤنٹ کو وزٹ کریں گے اس کا گناہ اتنا ہی بڑھ جائے گا جتنے لوگ اس سے متاثر ہوں گے ان کا گناہ بھی اسے ہوگا۔

اس پر مبنی جانے والی تحریر کا حکم بھی بولنے والی دربان کی طرح ہے۔

اگرچہ میڈیا کے وسائل بہت سارے معاملات میں امت کے لیے بہت ساری خیر و بھلائی اور نفع کا باعث ہیں تاہم ان میں شر بھی بہت ہے اور ان کے نقصانات بھی نہایت تباہ کن ہیں۔ ایسی عقلوں کے لیے

نہایت نقصان دہ ہیں جو خالی ہیں اور ان کی حفاظت کرنے والا کوئی نہیں۔ اگرچہ ان کا شر بہت زیادہ ہے۔ لیکن ان کا خلاصہ تین شرائط میں نکالا جاسکتا ہے۔ ① ایسی چیزوں کو نشر کرنا جو نفرت پھیلانے اور امت کے اتحاد کو توڑنے اور مسلم معاشرے میں انتشار پیدا کرے۔ ② ایسی خبریں اور افواہیں پھیلانا جو بد امنی اور بے چینی پیدا کریں۔ ایسی فردعات کو پھیلانا جن کی بنیاد صحیح نہ ہو۔ ③ لوگوں کی عزتیں متاثر کرنا اور ان کے عیب ٹھونکا۔ شریعت کی منشا کے خلاف اپنی خواہش کے مطابق لوگوں کو نصیحت کرنا۔ لوگوں کی خیر خواہی کی بجائے انہیں عار دلانا۔ یہ وہ جرائم ہیں جو اللہ اور آخرت پر ایمان کی کڑیوں کو بکثرت توڑتے ہیں۔ کیوں نہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ”جو شخص اللہ اور آخرت پر یقین رکھتا ہے وہ اچھی بات کرے یا خاموش رہے۔“

اللہ کے بندو اللہ سے ڈرو! خوب جان لو کہ یہ وسائل تمہارے سفر کے بیگ ہیں۔ تم غور کرو کہ تم ان میں کیا بھر رہے ہو۔ تمہاری اخروی کامیابی کا مدار انہی پر ہے۔ یہ تمہارے اعمال ہیں جو تم اس دنیا کی زندگی میں کما رہے ہو۔ انہی کا اجر تمہیں آخرت میں ملے گا، اگر اچھے اعمال کرو گے تو اجر و ثواب ملے گا اور اگر برے عمل کرو گے تو جزا بھی بری ہوگی۔

”یقیناً فلاح پا گیا وہ جس نے نفس کا تزکیہ کیا اور نامراد ہوا وہ جس نے اُس کو بدایا۔“ (الغفر)

اللہ اس شخص پر رحم فرمائے جو اپنی کمزوری جان لیتا ہے، اپنے اسباب کی کمی کو پہچان لیتا ہے۔ اسے معلوم ہے کہ دو فرشتے اس کے اعمال لکھ رہے ہیں۔ وہ ہر دم تیار بیٹھے ہیں۔ اللہ اللہ۔ کتنے لوگ ان وسائل کی وجہ سے آخرت میں مفلس ہو جائیں گے اور ان مفلسوں کے گواہ وہ لوگ ہوں گے جو ان کی تحریروں کو پڑھتے اور دیکھتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا: ”تم زمین پر اللہ کے گواہ ہو۔“

اے اللہ! پریشان حال مسلمانوں کو نجات عطا فرما۔ دکھیوں کے دکھ دور فرما۔ مقررہ قرضوں کے قرض ادا کر دے۔ ہمارے اور مسلمانوں کے مریضوں کو شفا یاب فرما۔ اے ارحم الراحمین!



(۱) شرح صدر کی نعمت

شرح صدر..... وہ مقام اور اعزاز ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طلب و آرزو کے بعد عنایت ہوا تھا۔ یہ لفظ قرآن کریم میں دو معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ ایک تو اسلام قبول کرنے کی صلاحیت و توفیق کا عطا ہوجانا جیسا کہ سورہ انعام میں فرمایا ﴿فَقَدْ يَدْرَأُ اللَّهُ أَنْ يُهْدِيَهُ يَشْرَحَ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ﴾ اس سے مراد ہر قسم کے ذہنی خلجان اور تردد سے پاک ہو کر اس بات پر پوری طرح مطمئن ہوجانا ہے کہ اسلام کا راستہ ہی برحق ہے۔ وہی عقائد، وہی اصول اخلاق و تہذیب و تمدن، اور وہی احکام و ہدایات بالکل صحیح ہیں جو اسلام نے انسان کو دیے ہیں۔ دوسرا شرح صدر سے مراد یہ ہے کہ نبوت جیسے کار عظیم کا بار سنبھالنے اور تنہا کفر کی ایک جابر و قاہر طاقت سے نکل لینے کی ہمت پیدا ہوجائے۔ جیسا کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے نبوت ملنے کے بعد دعا مانگی تھی:

﴿رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي
وَأَخْلِلْ عِقْدَةً مِّنْ لِّسَانِي﴾ يَفْقَهُوا قَوْلِي ﴿

”میرے رب میرا سینہ میرے لیے کھول دے اور میرا کام میرے لیے آسان کر دے۔“

نبی ﷺ کے حالات کے تناظر میں یہ دونوں معنی ہی صادق آتے ہیں۔ کفر و شرک کے اندھیاروں میں اسلام کی صداقت آپ پر پوری طرح عیاں ہوئی، اور اس نور بانی کو عام کرنے کے لیے آپ نے پوری قوت و صلاحیت کو بروئے کار لا کر جہالت کی تمام قوتوں کو دیکھتے ہی دیکھتے لمپا میٹ کر کے رکھ دیا اور کسی طاقت کو اپنے قدموں پر باقی نہیں رہنے دیا۔ گویا شرح صدر ایمان کا ثمرہ ہے، جس سے اللہ تعالیٰ پر اعتماد و توکل پیدا ہوتا ہے اور جو تمام قوت و طاقت کا سرچشمہ ہے۔

(۲) وضع وزر کی نعمت

”وزر“ کے اصل معنی بوجھ کے ہیں۔ وہ کونسا ’وزر‘ تھا جس سے آپ ﷺ اتنا گراں بار ہو رہے تھے اور جس سے آپ کو سبسا کر دیا گیا۔ اس کے دو دور ہیں: ایک نبوت سے پہلے کا دور..... جس ماحول اور معاشرے میں آپ نے آنکھ کھولی تھی اس میں اخلاقی بیماریوں کے ساتھ ساتھ اعتقادی بیماریاں بھی دبا کی شکل اختیار کر چکی تھیں۔ توحید کی شمع بے نور ہو چکی تھی۔ حق کی مظلومیت اور



میں آپ کو یہ بشارت دی گئی تھی کہ آپ کا مستقبل دعوت کے لحاظ سے ماضی کی نسبت بہت بہتر ہوگا، موجودہ مشکلات آپ کی تربیت میں معاون بنیں گی۔ اس سورہ میں اس بشارت کی صداقت کے چند نمایاں شواہد کا حوالہ دے کر تاکید کے ساتھ آپ کو اطمینان دلایا گیا ہے کہ اللہ کی راہ میں آپ کو جو دشواری بھی پیش آئیگی اس کے پہلو بہ پہلو فیروز مندی بھی ہوگی۔ نبوت سے پہلے حضور کو ان حالات سے سابقہ پیش نہ آیا تھا جن کا سامنا نبوت کے بعد دعوت اسلامی کا آغاز ہی میں یکا یک آپ کو کرنا پڑا تھا۔ یہ خود آپ کی زندگی میں ایک انقلاب عظیم تھا جس کا کوئی اندازہ آپ کو قبل نبوت کی زندگی میں نہ تھا۔ اسلام کی تبلیغ آپ نے کیا شروع کی کہ دیکھتے ہی دیکھتے وہی معاشرہ آپ کا دشمن ہو گیا، جس میں آپ پہلے بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ وہی رشتہ دار، دوست، اہل قبیلہ اور اہل محلہ آپ کو گالیاں دینے لگے جو پہلے آپ کو ہاتھوں ہاتھ لیتے تھے۔ مکہ میں کوئی آپ کی بات سننے کا رد ادارہ نہ تھا۔ راہ چلتے آپ پر آوازے کسے جانے لگے۔ قدم قدم پر آپ کے سامنے مشکلات ہی مشکلات تھیں۔ حالات نہایت ہی دل شکن تھے، اسی بنا پر آپ کو تسلی دینے کے لیے پہلے سورہ ضحیٰ نازل کی گئی اور پھر اس سورہ کا نزول ہوا۔

تین نعمتوں کا بیان:

① شرح صدر، ② وضع وزر ③ رفع ذکر

اس سورہ میں اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے آپ کو بتایا ہے کہ ہم نے آپ کو تین بہت بڑی نعمتیں عطا کی ہیں۔ جن کی موجودگی میں کوئی وجہ نہیں کہ آپ دل شکستہ ہوں۔ ایک شرح صدر کی نعمت، دوسری یہ نعمت کہ آپ کے اوپر سے ہم نے وہ بھاری بوجھ اتار دیا جو نبوت سے پہلے آپ کی کمر توڑے جا رہا تھا۔ تیسری رفع ذکر کی نعمت جو آپ سے بڑھ کر تو درکنار آپ کے برابر کسی بھی بندے کو نہیں دی گئی۔

ارشاد حق تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِي نَشْرَحُ لَكَ صَدْرَكَ وَوَضَعْنَا عَنكَ
وِزْرَكَ﴾ الَّذِي أَنْقَضَ ظَهْرَكَ وَرَفَعْنَا لَكَ
ذِكْرَكَ ﴿فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ
يُسْرًا فَإِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ وَإِلَىٰ رَبِّكَ
فَارْغَبْ﴾ (الانشراح)

”کیا ہم نے تمہارے لیے تمہارا سینہ کھول نہیں دیا۔ اور ہم نے تم پر سے وہ بوجھ اتار دیا۔ جو تمہاری کمر توڑے دے رہا تھا۔ ہم نے تمہارے لیے تمہارا آوازہ بلند کر دیا۔ پس یقیناً مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔ ہاں یقیناً مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔ پس جب تم فارغ ہو تو کمر بستہ ہوجاؤ۔ اور اپنے پروردگار ہی سے لو بڑھاؤ۔“

یہ سورہ الم اشرح پچھلی سورہ الضحیٰ کا مکمل ہے۔ اس میں رسول خدا پر شفقت و محبت کی ایک جھلک، محبوب کی سرگوشی کی خوشبو، خدائے تعالیٰ کے لطف و کرم کے مظاہر کا استحباب اور اس کی سرپرستی و حمایت کے مواقع بیان کیے گئے ہیں، اس میں کشاکش و فراخی کی بشارت اور اس راز کو بے نقاب کیا گیا ہے اپنے رب سے پختہ ربط و تعلق کی سبیل بتائی گئی ہے۔ اس کا مضمون سورہ ضحیٰ سے اس قدر ملتا جلتا ہے کہ یہ دونوں سورتیں قریب قریب ایک ہی زمانے اور ایک جیسے حالات میں نازل شدہ معلوم ہوتی ہیں۔ پہلے سورہ الضحیٰ اور اس کے بعد الم اشرح نازل ہوئی۔ اس کا مقصد و مدعا بھی رسول اللہ ﷺ کو تسلی دینا ہے۔ سورہ الضحیٰ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے جن الطاف و عنایات کو نبی ﷺ کی تسلی کا ذریعہ بتایا ہے ان کا تعلق بعثت سے قبل یا ابتدائے بعثت کے دور سے ہے۔ اس میں جن افضال و احسانات کا حوالہ دیا ہے وہ اس دور سے تعلق رکھتے ہیں جب آپ کی دعوت کا چرچا کسے سے نکل کر عرب کے دوسرے گوشوں میں بھی پہنچ چکا تھا۔ پچھلی سورہ

قبول کر لیا تھا.....! یہ رفع ذکر کا پہلا مرحلہ تھا۔

رفع ذکر کا دوسرا دور تیسرا مرحلہ

رفع ذکر کا دوسرا مرحلہ ہجرت کے بعد شروع ہوا جب منافقین، اہل کتاب اور مشرکین عرب کی تمام سازشوں اور رکاوٹوں کے باوجود آپ نے اپنے مٹھی بھر ساتھیوں سمیت پورے جزیرہ نمائے عرب کی تمام طاقتوں سے اپنا لوہا منوا لیا اور ساری فضائے عرب [اشہد ان محمد رسول اللہ] کی صدا سے گونجنے لگی۔ پھر تیسرے مرحلے کا آغاز خلافت راشدہ سے ہوتا ہے جب آپ کا نام مبارک تمام روئے زمین پر بلند ہونا شروع ہو گیا۔ یہ سلسلہ آج تک بڑھتا ہی جا رہا ہے اور ان شاء اللہ قیامت تک بڑھتا ہی چلا جائے گا۔ دنیا میں کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں مسلمانوں کی کوئی ہستی موجود ہو اور دن میں پانچ مرتبہ اذان میں باوازا بلند رسالت محمدی کی شہادت نہ دی جا رہی ہو، نمازوں میں حضور پر درود نہ بھیجا جا رہا ہو، اور سال کے بارہ مہینوں میں سے کوئی دن اور دن کے ۲۴ گھنٹوں میں سے کوئی لمحہ ایسا نہیں جب روئے زمین میں سے کسی جگہ حضور کا ذکر مبارک نہ ہو رہا ہو۔ یہ قرآن کریم کی صداقت کا ایک کھلا ہوا ثبوت ہے کہ جس وقت نبوت کے ابتدائی دور میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ اس وقت کوئی شخص بھی یہ اندازہ نہ کر سکتا تھا کہ یہ رفع ذکر اس شان سے اور اتنے بڑے پیمانے پر ہوگا۔ ابن جریر نے سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ذکر کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جبریل میرے پاس آئے اور مجھ سے کہا: میرا رب اور آپ کا رب پوچھتا ہے کہ میں نے کس طرح تمہارا رفع ذکر کیا؟ میں نے عرض کیا اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ انھوں نے کہا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ”جب میرا ذکر کیا جائے گا تو میرے ساتھ تمہارا بھی ذکر کیا جائے گا“۔

تاریخ اس بات کی شہادت دے رہی ہے کہ یہ بات حرف بحرف پوری ہوئی۔

ایک سینکڑہ میں پوری دنیا میں اذان

دنیا کے نقشہ کو دیکھیں! اسلامی ممالک میں اٹھ و نیشیا کرۂ ارض کے مشرق میں واقع ہے۔ یہ ملک بے شمار چھوٹے بڑے جزیروں پر مشتمل ہے۔ جن میں جاوا، سماٹرا، بورنیو اور سیلیب جزیرے ہیں۔ طلوع بحر سیلیب کے مشرق

میں تمہارا آوازہ بلند کیا۔ اپنے نام کے ساتھ تمہارا نام رکھ دیا کہ جب بھی کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کسی کی زبان سے نکلے تو میرے نام کے ساتھ تمہارا نام بھی آئے۔ کلمہ شہادت کے علاوہ اذان میں، اقامت میں، تشہد میں، خالق کے نام کے ساتھ اگر مخلوق میں سے کسی کا نام آتا ہے تو وہ صرف تم ہو۔ اس سے زیادہ رفع ذکر اور کیا ہو سکتا ہے۔ اس سے بلند تر کوئی مقام نہیں۔ یہ مقام اہل عالم میں سے صرف حضرت محمد ﷺ کو حاصل ہے۔ صدیوں پر صدیاں گزر جائیں گی اور قوموں کے بعد قومیں آتی رہیں گی اور کروڑوں افراد آپ کا احترام نام درود و سلام اور عمیق و عظیم محبت کے ساتھ لیتے رہیں گے۔ رفع ذکر کی ایک مثال یہ بھی ہے کہ منکرین و معاندین میں جو چوٹی کے سردار و اکابر ہیں، ان تک کو آپ کی عظمت و جلالت کا اعتراف ہے۔

رفع ذکر کا پہلا مرحلہ

جس زمانہ میں یہ ارشاد فرمایا گیا تھا اس وقت حالت یہ تھی کہ آپ ﷺ کے ساتھ گنتی کے چند آدمی تھے۔ لیکن حق تعالیٰ نے اس وعدے کو بڑے حیرت انگیز طریقے سے پورا فرمایا۔ سب سے پہلے رفع ذکر کا کام اس نے خود آپ کے دشمنوں سے لیا جنہوں نے دشمنی کا ثبوت اس طرح دیا کہ حج یا میلے کے موقع پر خود ہی عرب کے کونے کونے سے آئے ہوئے لوگوں کے پڑاؤ میں جا کر انہیں ایک خطرناک شخص سے بچ کر رہنے کی تلقین کرتے۔ اسے بتاتے کہ اس کا نام محمد ہے اور وہ تمام رشتے تڑوا ڈالتا ہے۔ اس طرح وہ اپنی دانست میں آپ ﷺ کو بدنام کرتے تھے لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عرب کے گوشے گوشے میں آپ کا نام پہنچ گیا، اب ظاہر ہے کہ سبھی لوگ تو اس ”جادوگر“ سے خوفزدہ نہ ہوتے تھے، کچھ کے دل میں اس سے ملنے اور دیکھنے کی خواہش پیدا ہو جاتی تھی، اس طرح صالح فطرت لوگ آپ سے ملتے اور حلقہ بگوش اسلام ہو جاتے، پھر جب وہ اپنے اپنے قبیلے یا علاقے میں جاتے تو نبی کریم ﷺ کے حلقہ اطاعت میں داخل کرنے کی اور لوگوں کو بھی دعوت دیتے۔ اس طرح ہجرت کا زمانہ آنے تک دور و نزدیک کے عرب قبائل میں آپ کا نام ہی نہیں آپ کی دعوت کا تعارف بھی ہو چکا تھا۔ اس طرح عرب کے ہر قبیلے میں کسی نہ کسی شخص یا کنبہ نے اسلام

جہالت کا یہ عروج دیکھ کر ایک صالح فطرت آدمی کتنا کڑھتا ہے؟ اس شخص کا احساس شدت اور درد و کرب آج بھی اہل حق کے لیے کوئی اجنبی نہیں۔ اسی قسم کی محنتیں آپ محسوس کر رہے تھے اور آپ کو یہ فکر کھلائے جا رہی تھی کہ معاشرے کی یہ اخلاقی و مذہبی ناگفتہ بہ حالت بدلے گی بھی یا نہیں؟ اس کا توڑ یوں ہوا کہ آپ پر ہدایت پوری تفصیلات کے ساتھ واضح کر دی گئی بلکہ آپ کے سپرد مطلق کی رہنمائی کر دی گئی۔ گویا نبوت سے سرفراز کیے جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتادیا کہ توحید و آخرت اور رسالت پر ایمان ہی وہ شاہ کلید ہے جس میں انسانی زندگی کے ہر نگار کا مل موجود ہے۔ اس راز کو پا کر آپ کے دل کا بوجھ ہلکا ہو گیا۔

اس کا دوسرا دور اعلان نبوت کے بعد شروع ہوا۔ جب آپ کو تبلیغ احکام اور اس کے نتائج کی فکر نے گھٹا نا شروع کر دیا۔ نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ آپ ہر وقت اسی فکر میں ڈوبے رہتے جس کا اظہار آپ کے مالک و خالق نے اس طرح فرمایا:

﴿لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسَكَ أَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ﴾

اسی لیے جگہ جگہ قرآن کریم نے آپ کو نہایت ہی شفقت آمیز تسلی بھی دی کہ آپ کا کام بس تبلیغ ہے، ہدایت پر لوگوں کو زبردستی لانا آپ کے فرائض منصبی میں شامل نہیں..... اور نہ ہی قرآن کریم کے نزول کا مقصد آپ کو مشقت میں ڈالنا ہے۔

﴿ظَلَمَ مَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْفِيَ﴾
﴿تَذَكُّرًا لِّمَن يَخْشَى﴾
﴿تَنْزِيلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْأَشْوَاقَ﴾
﴿وَالسَّمُوتِ الْعُلَى﴾

یوں آپ کے دل کا بوجھ بہت ہلکا ہو گیا۔

(۳) رفع ذکر کی نعمت

”اور ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کر دیا“
ورفعنا، ضمیر متکلم قابل غور ہے..... یہ آپ کا آوازہ تو ہم نے بلند کر رکھا ہے۔ ہم نے آپ کے نام کا ڈنکا بجا دیا، نہ کسی کی مخالفت چلنے پائی، نہ کسی معاند کی کوئی سازش کارگر ہونے پائی۔ لک میں مل، تخصیص کا ہے یعنی ایسی رفعت تمہارے ہی لیے ہے، کوئی اس میں تمہارا شریک نہیں۔ اس طرح ہم نے تمہارا رفع ذکر ملاء اعلیٰ میں کیا۔ ہم نے تمہارا رفع ذکر زمین میں کیا۔ ہم نے پوری کائنات

اس لحاظ سے معنی یہ ہوگا کہ نبی ﷺ سے کہا جا رہا ہے کہ آپ ان مشکلات کی کوئی پروا نہ کریں، یہ تنگی و فراخی ایک ساتھ چلتے ہی رہتے ہیں آپ اپنا کام جمعی اور تسلسل سے کرتے رہیں..... گویا تسلی و تسفی کا ایک پہلو یہ بھی ہے۔

ذکر الہی سے بے نیازی میسر آتی ہے

آخر میں حضور ﷺ کو ہدایت فرمائی گئی ہے کہ ابتدائی دور کی ان سختیوں کا مقابلہ کرنے کی طاقت آپ کے اندر ایک ہی چیز سے پیدا ہوگی اور وہ یہ ہے کہ جب اپنے مشاغل سے آپ فارغ ہوں تو عبادت کی مشقت و ریاضت میں لگ جائیں۔ ہر چیز سے بے نیاز ہو کر صرف اپنے رب سے لو لگائیں۔ حقیقت یہ ہے کہ راستے کے لیے زاد راہ چاہیے اور راہ حق کا توشہ یہی ہے۔ دین کی جدوجہد کے لیے ساز و سامان چاہیے۔ یہ بھی اس جدوجہد کا ساز و سامان ہے۔ اسی سے تم ہر دشواری میں آسانی اور ہر تنگی میں کشائش پاؤ گے، یہی ہے صحیح راہ۔

اس طرح کی ہدایت سورہ مزمل اور سورہ الدھر میں بھی دی گئی ہے ﴿وَإِذْ كُنَّا نَسُودُكَ وَتَبْتَئِلُ إِلَيْنَا تَبْتِيلًا﴾ اپنے رب کا نام یاد کر اور سب سے کٹ کر اسی سے جڑ جا۔ ﴿وَإِذْ كُنَّا نَسُودُكَ بِمُكْرَةٍ وَأَنْصِلَاكَ﴾ اپنے رب کے نام کو معجز و شام یاد کرتے رہو۔

اس ہدایت سے آخری منزل یعنی غلبہ اسلام کے حصول تک جدوجہد جاری رکھنا بھی مقصود ہو سکتا ہے۔ نصب و عصب کے معنی جدوجہد اور محنت کرنے کے ہیں۔ اسی ہدایت کی تعمیل کا اہتمام تھا کہ آخر دور حیات میں آپ کا انہماک عبادت الہی میں بہت بڑھ گیا تھا۔ اس لحاظ سے سورہ نصر میں اسی اجمال کی تفصیل ہے ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْ لَهُ إِنَّكَ كَانَ تَوَّابًا﴾

سورہ کا تاثر

اس سورہ کا اختتام بھی پچھلی سورہ ضحیٰ کی طرح اس طرح ہوتا ہے کہ دل میں دو طے جملے احساسات چھوڑ جاتی ہے۔ ایک اللہ کی محبت کا شعور، جس کی ہوائیں روح محمد پر چل رہی تھیں اور دوسرے آپ کی ذات گرامی کے سلسلے میں اللہ کی ہمدردی و شفقت کا شعور..... ہم گویا ان شدید حالات کو محسوس کر رہے ہیں جن کا تقاضا تھا کہ اللہ کی طرف سے اس ہمدردی و شفقت کا اظہار ہوا۔ یہ حق کی دعوت ہے۔ یہ وہ گراماں پار امانت ہے جو انسان کی

مشرقی جزائر میں مغرب کا وقت ہو جاتا ہے۔ مغرب کی اذانیں سلیم سے بمشکل ساترا تک پہنچتی ہیں کہ اتنے میں عشاء کا وقت ہو جاتا ہے۔ جس وقت مشرقی انڈونیشیا میں عشاء کی اذانوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ اس وقت افریقہ میں فجر کی اذانیں گونج رہی ہوتی ہیں۔ کیا ہم نے کبھی غور کیا کہ کرہ ارض پر ایک سینکڑ بھی ایسا نہیں گزرتا کہ جس وقت ہزاروں لاکھوں مؤذن بیک وقت خدائے بزرگ و برتر کی توحید اور پیارے محمد ﷺ کی رسالت کا اعلان نہ کر رہے ہوں۔ ان شاء اللہ پروردگار عالم کی توحید اور حضرت محمد ﷺ کی نبوت و رسالت کا یہ عظیم الشان اعلان قیامت تک اسی طرح جاری رہے گا۔

عسر اور یسر پہلو بہ پہلو

اس کے بعد رب کائنات اپنے بندے اور رسول ﷺ کو یہ اطمینان دلاتا ہے کہ مشکلات کا یہ دور، جس سے آپ کو سابقہ پڑ رہا ہے کوئی بہت لمبا دور نہیں بلکہ اس تنگی کے ساتھ ہی ساتھ فراخی کا دور بھی چلا آ رہا ہے۔

تکرار کی وجہ

اس آیت کی تکرار تاکید سے مترشح ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ بہت زیادہ دشواری و تنگی سے دوچار تھے جس کا تقاضا یہ ہوا کہ آپ کو حق تعالیٰ کی نعمتیں یاد دلانی جائیں اور پھر ہر طرح کی تاکید کے ساتھ بات کو مبرہن کر دیا جائے۔

تنگی کے ساتھ فراخی..... یہ دونوں چیزیں بظاہر متناقض معلوم ہوتی ہیں کیونکہ یہ دونوں چیزیں ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتیں۔ مفسرین نے اس کی دو طرح سے وضاحت کی ہے۔ ایک تو یہ کہ ”تنگی کے بعد فراخی کہنے کی بجائے تنگی کے ساتھ فراخی کے الفاظ اس معنی میں استعمال کیے گئے ہیں کہ فراخی کا دور اس قدر قریب ہے کہ گویا وہ بھی اس کے ساتھ ہی چلا آ رہا ہے۔

دوسرا یہ کہ ”یہاں تکرار شخص تاکید کے لیے نہیں جیسا کہ عام طور پر لوگوں نے سمجھا ہے بلکہ اس سے مقصود اس حقیقت کا اظہار ہے کہ یہ ”عسر“ اور ”یسر“ دونوں اس دنیا میں لازم و ملزوم ہیں۔ گھائی کسی نے پار کر لی تو یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ بس اب کسی نئی گھائی سے اس کو سابقہ پیش نہیں آئے گا بلکہ دوسری اور تیسری گھائی بھی آ سکتی ہے۔ چاہے کہ ان کو عبور کرنے کا حوصلہ بھی رکھے زندگی مسلسل جدوجہد سے عبارت ہے۔

میں واقع جزائر میں ہوتی ہے۔ وہاں جس وقت صبح کے ساڑھے پانچ بج رہے ہوتے ہیں۔ طلوع صبح کے ساتھ ہی انڈونیشیا کے انتہائی مشرقی جزائر میں فجر کی اذان شروع ہو جاتی ہے اور ہزاروں مؤذن خدائے بزرگ و برتر کی توحید اور محمد عربی ﷺ کی رسالت کا اعلان کر رہے ہوتے ہیں۔ مشرقی جزائر سے یہ سلسلہ مغربی جزائر کی طرف بڑھتا ہے اور ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد جکارٹہ میں مؤذنوں کی آواز گونجنے لگتی ہے۔ جکارٹہ کے بعد یہ سلسلہ ساترا میں شروع ہو جاتا ہے۔ ساترا کے بعد مغربی قصبوں اور دیہات سے پہلے ہی ملایا کی مسجدوں میں اذانیں بلند ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ ملایا کے بعد برما کی باری آتی ہے۔ جکارٹہ سے اذانوں کا جو سلسلہ شروع ہوتا ہے وہ ایک گھنٹہ بعد پہنچتا ہے۔ بنگلہ دیش میں ابھی اذانوں کا یہ سلسلہ ختم نہیں ہوتا کہ کلکتہ سے سری نگر تک اذانیں گونجنے لگتی ہیں۔ دوسری طرف یہ سلسلہ کلکتہ سے بمبئی کی طرف بڑھتا ہے اور پورے بھارت کی فضا توحید و رسالت کے اعلان سے گونج اٹھتی ہے۔ سری نگر اور سیالکوٹ میں فجر کی اذان کا ایک ہی وقت ہے۔ سیالکوٹ سے کونہ کراچی اور گوادر تک چالیس منہ کا فرق ہے۔ اس عرصہ میں فجر کی اذان پاکستان میں بلند ہوتی رہتی ہے۔ پاکستان میں یہ سلسلہ ختم ہونے سے پہلے افغانستان اور مسقط میں اذانوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ مسقط سے بغداد تک ایک گھنٹہ کا فرق ہے۔ اسی عرصہ میں اذانیں، حجاز مقدس، یمن، عرب، اراک، کویت اور عراق میں گونجتی رہتی ہیں۔ بغداد سے اسکندریہ اور استنبول ایک ہی طول بلد اور عرض بلد پر واقع ہیں۔ مشرقی ترکی سے مغربی ترکی تک ڈیڑھ گھنٹے کا فرق ہے۔ اس دوران ترکی میں صدائے توحید و رسالت بلند ہوتی ہے۔ اسکندریہ سے طرابلس تک ایک گھنٹے کا فاصلہ ہے اس عرصہ میں شمالی افریقہ میں لیبیا اور تیونس میں اذانوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ فجر کی اذان جس کا آغاز انڈونیشیا کے مشرقی جزائر سے ہوا تھا۔ ساڑھے نو گھنٹے کا سفر طے کر کے بحرا و قیانس تک پہنچنے سے قبل ہی مشرقی انڈونیشیا میں ظہر کی اذان کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور ڈھاکہ میں ظہر کی اذانیں شروع ہونے تک مشرقی انڈونیشیا میں عصر کی اذانیں بلند ہونے لگتی ہیں۔ یہ سلسلہ ڈیڑھ گھنٹہ تک بمشکل جکارٹہ پہنچتا ہے کہ انڈونیشیا کے

بیت المقدس میں پانچ دن

جناب مولانا محمد عبدالہادی العمري

پچھلے دنوں امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث برطانیہ جناب مولانا محمد عبدالہادی العمري قبلہ اول مسجد اقصیٰ کی زیارت کے لیے تشریف لے گئے۔ ارض مقدس میں ان کا قیام پانچ دن تک رہا۔ انہوں نے اپنا یہ سفر نامہ قلمبند فرمایا ہے۔ بلاشبہ ہر مسلمان کے دل میں سرزمین انبیاء میں واقع مسجد اقصیٰ کی محبت جاگزیں ہے۔ لیکن غاصب اسرائیلی یہودی اس پر قابض ہیں۔ جہاں پہنچنا ہر مسلمان کے بس کی بات نہیں۔ چنانچہ دوران سفر انہیں جن نشیب و فراز سے گزرنا پڑا اور جن مقامات مقدسہ کی زیارت کی اس کی تفصیل موجود ہے جو افادہ عام کے پیش نظر نذر قارئین کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

بچپن سے جو نام ہمارے ہاں کثرت سے سنے جاتے تھے ان میں ایک مسجد اقصیٰ ہے۔ اس وقت نہ مجھے معلوم تھا کہ یہ مسجد کہاں ہے، اس کا پس منظر کیا ہے اور نہ ہی یہ کہ ہماری ہمدردی اور دلچسپی اس کے ساتھ کیوں ہے۔ سن اور شعور کے پختہ ہوتے ہوتے یہ باتیں سمجھ میں آنے لگیں۔ حرمین مسجد حرام اور مسجد نبوی کے بعد یہی تیسری مسجد ہے جہاں پہنچنے کے لئے بطور خاص سفر کیا جاسکتا ہے۔ ہمارے نبی ﷺ کو شب معراج آسمانی زیارت سے پہلے مسجد حرام سے اسی مسجد کی زیارت کروائی گئی۔ مسجد حرام کے بعد تیسری مسجد ہے جو حرم مکی کے صرف چالیس سال بعد تعمیر ہوئی۔ یہیں سے محشر بپا ہوگا۔ اسی کے گرد و نواح میں قیامت کی کچھ بڑی نشانیوں کا ظہور ہوگا۔ وغیرہ۔

مسجد حرام کے بعد تعمیر ہونے والی یہی دوسری مسجد ہے جو حرم مکی کے صرف چالیس سال بعد تعمیر ہوئی۔ یہیں سے محشر بپا ہوگا۔ اسی کے گرد و نواح میں قیامت کی کچھ بڑی نشانیوں کا ظہور ہوگا۔ وغیرہ۔

بھی ہو سکتی ہیں۔ چونکہ آپ بذریعہ ہوائی جہاز وہاں پہنچیں گے اس لیے ممکن ہے ایرپورٹ پر تین گھنٹوں تک انتظار کرنا پڑے ورنہ بری سفر میں چیک پوسٹ پر انتظار کا دورانیہ سولہ تا اٹھارہ گھنٹے بھی ہو سکتا ہے۔

سفر کی کامیابی کی دعا کرتے ہوئے وقت مقررہ پر نکل پڑے۔ احباب کو جہاز کے وقت سے تین گھنٹے پہلے پہنچنے کی تاکید کی گئی تھی۔ 22 ستمبر کی صبح نماز فجر سے پہلے تمام احباب لوٹن ایرپورٹ پہنچ چکے تھے۔ بورڈنگ کارڈ پہلے ہی حاصل کر لیے گئے تھے۔ لہذا کاؤنٹر کی طویل قطاری زحمت سے محفوظ رہے۔ عبادت خانہ Prayer Hall اگرچہ کہ ہوائی اڈوں پر تقریباً نوے فیصد اس کا استعمال کرنے والے مسافر مسلمان ہی ہوتے ہیں لیکن اس جگہ کا نام ایسا کہ اس سے تاثر ملے کہ ہر مذہب کے ماننے والوں کے لیے یہ جگہ ہے اور وہ وہاں عبادت کرتے ہیں۔ نماز فجر باجماعت ادا کی گئی۔ قافلہ پر نظر ڈالی، چالیس افراد کو دیکھ کر کچھ پریشانی بھی ہوئی کہ ان میں بیشتر لوگوں نے حسن عقیدت کی بنیاد پر میرے ساتھ سفر کا پروگرام بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی غلطی یا شر سے محفوظ رکھے۔ تاہم سفر برادر عمر یلین تھے جو پیشہ کے لحاظ سے وکیل ہیں۔ وہ ارض مبارکہ کا ایک سے زائد مرتبہ سفر کر چکے تھے۔ انتظامی ذمہ داریاں ان کے سپرد تھیں۔ ہم احباب کو ضروری ہدایات دیتے ہوئے آگے بڑھے۔ سیکورٹی چیک پر متعین ایک سیاہ فام جوان نے عجیب سا سوال کیا کہ کیا آپ یوٹلم جارہے ہیں؟ مختصر جواب ہاں میں دیا۔ اس نے فوری درخواست کی کہ میرے لیے بھی دعا کیجیے۔ یہ ایک طرح سے فال نیک تھا حالانکہ میں اسے نہیں جانتا تھا اور نہ ہی اپنے سفر کے متعلق اسے کچھ بتایا تھا۔ صبح سات بجے جہاز میں جب سوار ہوئے تو کئی مذہبی یہودی بھی ساتھ تھے جو اپنے مخصوص حلیہ سے پہچانے جاتے تھے۔ ناشتہ کا ہم نے پیٹنگی بندوبست کر رکھا تھا۔ جہاز کے حرکت میں آتے ہی سب اپنے اپنے ناشتہ کی طرف لپکے کیونکہ عموماً بجٹ ایرلائنز میں کوئی چیز نہیں پیش کی جاتی۔ ہم کوئی پانچ گھنٹے بعد اسرائیل کے ہوائی اڈہ تل ابیب پہنچے۔ ساتھیوں نے آداب ایرپورٹ کا سبق تازہ کیا، دیکھا جاتا ہے کہ ایرپورٹ پر عموماً مسافر آگے جانے میں پہل کرتے ہیں لیکن یہ نرالا ایرپورٹ تھا کہ قافلہ میں شریک سب پیچھے

لیکن زیادہ تیاری مسجد اقصیٰ کی کر رہا تھا۔ حج کا موسم شروع ہوا اور الحمد للہ ہجرت و عافیت اختتام کو پہنچا۔ امسال ایرانی شیعہ نے حج کا بائیکاٹ کر رکھا تھا اور مختلف افواہیں گردش کر رہی تھیں لیکن نہایت پرسکون اور امن و امان کے ساتھ حج کے سارے مراحل انجام پائے۔ پھر تیسرے ہی دن ہم مختلف خدشات اور اندیشوں کے ساتھ سوئے اقصیٰ روانہ ہو گئے۔ اندیشہ اس بات کا کہ اسرائیلی حکومت کہاں تک خلاف میں اقدام کر سکتی ہے۔ معلوم ہوا کہ ہو سکتا ہے تل ابیب ایرپورٹ سے ہی واپس کر دیے جائیں۔ ہم نے خود کو تسلی دی کہ یوں صرف سفر خرچ ضائع ہوگا اور اگر داخلہ کی اجازت مل جائے تو سودا نقصان دہ نہیں۔ سفر سے پہلے ارکان قافلہ کو بریفنگ دی گئی۔ آداب سفر بتائے گئے اور ہدایت کی گئی کہ سامان کم سے کم ساتھ ہو۔ ہینڈ بیگ پر اکتفا کیا جائے تو بہتر ہے۔ ایرپورٹ پر پوچھے گئے سوال کا ہی جواب دیا جائے ورنہ اضافی باتیں باعث پریشانی

پھر جب میں مدینہ یونیورسٹی پہنچا، وہاں کی فلسطینی طلبہ بھی زیر تعلیم تھے کچھ ہم سبق تو کچھ ہم سکن۔ حسن اتفاق کہ وہاں پہلے دن ہمارے میزبان ایک فلسطینی طالب علم ہی تھے۔ ان سے وقتاً فوقتاً تفصیلات معلوم ہوتی رہیں۔ شوق دیدار بڑھتا گیا لیکن بوجہ وہاں نہیں جاسکا۔ اس سال ایام حج سے پہلے ایک مناسبت نکل آئی کہ کچھ لوگ عازم سفر ہیں، آپ بھی چاہیں تو ان میں شامل ہو جائیں۔ بھلا اس موقع کو میں کیسے ضائع کر سکتا تھا۔ ہاں کہہ دیا لیکن اس سے قبل مجھے مسجد حرام کا سفر درپیش تھا۔ یوں میرے لیے یہ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کا سفر بن گیا۔ احباب کو جب میرے اس سفر کی اطلاع ملی

چلتے میں عافیت محسوس کر رہے تھے۔ امیگریشن کاؤنٹر پر جس کی باری آتی اسے پیچھے قطار میں کھڑے ساتھی اس انداز سے دیکھ رہے تھے کہ ”تک تک دیدم دم نہ کشیدم“ کسی کو پروانہ راہداری دیا جاتا تو یا اس کا بیڑا پار اور کسی کو انتظار گاہ میں بیٹھنے کا حکم دیا جاتا تو یا اس پر تلوار لٹک رہی ہے۔ کچھ بھی فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔ میری باری آئی، میں نے اپنا اور اہلیہ کا پاسپورٹ بڑھا دیا۔ کچھ ہی دیر میں بیگم کا پاسپورٹ اجازت نامہ کی سلف کے ساتھ واپس کر دیا گیا۔ میرے پاسپورٹ کا بغور مطالعہ کیا گیا۔ چند ضروری سوالات مجھ سے کیے گئے۔ پھر سے پاسپورٹ کی ورق گردانی کی گئی۔ اس دوران میری زبان پر اذکار کا ورد جاری رہا۔ بعض اذکار سے حاصل ہونے والے سکون اور اطمینان قلب کا میں نے کئی بار تجربہ کیا۔ بالآخر داخلہ کی سلف دے دی گئی۔ ہم الحمد للہ کہتے ہوئے آگے بڑھے۔ خود ہمارے ناظم سفر کو انتظار گاہ کا رخ بتا دیا گیا کہ آپ وہاں انتظار کیجیے۔ یہاں پاسپورٹ پر مہر نہیں لگائی جاتی۔ ہم طے شدہ پروگرام کے مطابق سامان

ہال میں رفقاء کا انتظار کرتے ہوئے بیٹھ گئے کیونکہ چند احباب کو اجازت نامہ ملا تھا باقی فیصلہ کے انتظار تھے۔ ظہر کا وقت ہو چلا تھا۔ اس فریضہ کی ادائیگی کا یہ بہترین موقع تھا۔ ایئر پورٹ کے

اندرونی احاطہ میں کہیں عبادت خانہ (Prayer hall) نہیں دکھائی دیا جو کہ عموماً ہوائی اڈوں پر ہوتا ہے۔ معلوماتی کاؤنٹر پر گیا کہ یہاں کہیں نماز کے لیے جگہ ہے؟ کاؤنٹر پر موجود محترمہ نے نہایت نیکیا سا جواب دیا کہ اس وسیع حال میں کہیں بھی پڑھ لیجیے۔ ہم نے دوسرا سوال کیا کہ قبلہ کے متعلق کچھ اندازہ ہے؟ انہوں نے مزید کرحش لہجہ میں جواب دیا کہ یہ آپ کا پر اہم ہے کہ رخ کدھر کرتے ہیں اس سے میری دلچسپی نہیں۔ پھر ہم نے تیسرے سوال کی ہمت نہیں کی۔ ان کے نیچے جوابات سے قطع نظریہ تو اندازہ ہو گیا کہ یہاں ہال میں نماز ادا کرنے کی ممانعت نہیں۔

حدیث کے مطابق لَوْ جُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَطُهْرًا لَّكَ مِثْرُ لَيْلٍ زمین پاک اور سجدہ گاہ بنا دی گئی ہے۔ لہذا انتظار میں بیٹھے تمام مرد و خواتین نے باجماعت ظہر اور عصر ادا کی، چونکہ ہمیں پیشگی تاکید کی گئی تھی کہ ایئر پورٹ پر اوسطاً تین گھنٹے انتظار کرنا ہوگا کچھ خورد و نوش کا

ذخیرہ ساتھ رہے۔ اس اندوختہ سے استفادہ کیا گیا۔ تاہم ہر ایک کی نظر اس گیٹ پر تھی جس سے کامیاب مسافر داخل ہوتے ہیں کہ کہیں کسی کو معذرت کر کے واپس نہ بھیجا جائے۔ ہم سے پہلے گروپ کے ایک ساتھی کے ساتھ یہ حادثہ پیش آچکا تھا لیکن بفضل تعالیٰ یکے بعد دیگرے تمام کو پروانہ راہداری مل چکا تھا۔ آخری ساتھی کے وارد ہوتے ہی باہر کی راہ لی کہ ہم سب امتحان میں پاس ہو چکے تھے۔ بس انتظار کر رہی تھی۔ ڈرائیور فلسطینی مسلمان تھا۔ بڑے تپاک کے سے عربی انداز میں ہمارا استقبال کیا۔ بس میں سوار ہونے کے بعد کچھ دیر ہمیں ایئر پورٹ کی وحشت کو دور کرنے میں لگی۔ اتنے میں بس چل پڑی، اکثر احباب کا یہ ارض مبارکہ کا پہلا سفر تھا۔ اس بابرکت سرزمین کو نظر و نگاہ میں ثبت کرنے کے لیے سب مشتاق تھے۔ راستہ میں کثرت سے یہودی بستیاں بسائی جا رہی ہیں۔ عموماً یہودی علاقوں کو محفوظ بنانے کے لیے جگہ جگہ پولیس چھاؤنیاں قائم کی گئی ہیں جو ہمہ وقت اپنے علاقہ کی نگرانی میں چوکس رہتے

ہوٹل سے دمشق گیٹ کا فاصلہ بہت کم ہے لیکن گیٹ میں داخل ہونے کے بعد قدیم چکنے پتھروں سے بنا ناہموار راستہ خاصا طویل تھا مگر کیا جوان کیا بوڑھے اس ناہموار راستہ پر سب ہی تیزی سے آگے بڑھ رہے تھے۔

ہیں۔ مختلف ممالک کے یہودی یہاں آباد ہو رہے ہیں۔ جوں جوں قدیم قدس کا علاقہ قریب آتا گیا ہمارا شوق بڑھتا گیا۔ ڈرائیور کو میں نے مقامی معلومات حاصل کرنے کے لیے مشغول رکھا۔ میرا تجربہ یہ ہے کہ عموماً مقامی عام حالات پر اسی قسم کے لوگ صحیح روشنی ڈال سکتے ہیں۔ وہ کسی راہ گیر کی طرف اشارہ کر کے کہتا کہ یہ یہودی ہے اور وہ مسلمان ہے۔ بعض مذہبی یہودیوں کو پہچانا تو آسان ہے۔ ان کا حلیہ سروں پر لمبی ٹیٹیں وغیرہ لیکن عام لوگوں کو تم کیسے پہچانتے ہو؟ اس نے بتایا کہ اس کی چال سے ہم معلوم کر سکتے ہیں۔ یہودی چلتے ہوئے دائیں بائیں گھوم گھوم کر دیکھے گا جیسے کوئی خوف اور دہشت زدہ ہو حالانکہ پولیس اور فوج ان کی حفاظت کر رہی ہے لیکن مسلمان بچے بھی شیروں کی طرح بے دھڑک راستہ طے کرتے ہیں وغیرہ۔ اتنے میں ہم اقصیٰ کے علاقہ میں داخل ہو چکے تھے۔ بیت المقدس کے اطراف بنائی گئی تفصیل دور سے ہی دکھائی دیتی ہے۔

ڈرائیور نے خبر دی کہ ابھی تین دن قبل یہاں چار فلسطینی نوجوانوں کو فوجیوں نے قتل کر دیا۔ اس خبر سے ہمارے تو بدن میں جھرجھری سی پیدا ہو گئی حالانکہ ڈرائیور بہت عام انداز سے تذکرہ کر رہا تھا۔ پھر ہم نے دریافت کیا کہ یہ واقعہ کب کا ہے؟ اس نے بتایا کہ ابھی اس ہفتہ یعنی تین روز قبل پیش آیا۔ یہاں کے مسلمانوں نے موت کو اتنے قریب اور کثرت سے دیکھا کہ موت کا خوف ہی ان سے نکل گیا۔ دوسروں کے لیے یہ خبر ہو سکتی ہے لیکن مقامی لوگوں کے لیے یہ زندگی کا لازمہ ہے۔ شوق و محبت سے شہر پناہ تفصیل پر نگاہیں تھیں۔ مسجد اقصیٰ، بیت المقدس وغیرہ اسی کے احاطہ میں ہے، اندر داخل ہونے کے مختلف دروازے ہیں، ہم دمشق گیٹ پر پہنچے۔ یہاں سے تنگ راستہ اور لوگوں کی بھیڑ دکھائی دے رہی تھی جیسے ہندو پاک کے ہم کسی مشہور شہر کے قدیم علاقہ میں داخل ہوں، یہیں ہمارا ہوٹل المفندق الوطنی زہرا روڈ پر تھا۔ آرام دہ، صاف ستھری رہائش، مغرب کی اذان ہو چکی تھی، ہوٹل انتظامیہ کی جانب سے بتایا گیا کہ

آپ دن بھر کے تھکے ہوئے ہیں، پہلے کھانا کھا لیجیے پھر نماز عشاء کے لیے مسجد اقصیٰ جاییے۔ انواع و اقسام کے کھانے پینے ہوئے تھے لیکن مسجد اقصیٰ پہنچنے کی خواہش سب سے شدید تھی لہذا کھانے کی میز پر لوگوں نے کم سے کم وقت صرف کیا۔ وضو کر کے مرد و خواتین مقررہ وقت سے قبل ہوٹل کے دروازہ پر جمع ہو گئے تاکہ عشاء کی اذان سے پہلے مسجد اقصیٰ پہنچ سکیں۔ ہوٹل سے دمشق گیٹ کا فاصلہ بہت کم ہے لیکن گیٹ میں داخل ہونے کے بعد قدیم چکنے پتھروں سے بنا ناہموار راستہ خاصا طویل تھا مگر کیا جوان کیا بوڑھے اس ناہموار راستہ پر سب ہی تیزی سے آگے بڑھ رہے تھے۔ جب ہم گیٹ پر پہنچے تو اسرائیلی فوج کے مسلح جوان بلٹ پروف جیکٹ پہنے ہمارے استقبال کے لیے تیار تھے۔ یہ منظر ہمارے لیے نیا تھا کہ جیسے کوئی حماز جنگ پر ٹھہرا ہو، پوچھا گیا کہاں سے آئے ہو؟ آگے کے ساتھی نے زوردار لہجہ میں لندن کہا۔ اس نام میں اتنی قوت تھی کہ قافلہ کے دوسرے کسی رکن سے کچھ نہیں پوچھا گیا۔ عموماً یہاں بیرونی لوگوں سے سختی نہیں کی جاتی۔ مقامی لوگوں پر زیادہ سختی اور ان کی حلائی ہوتی ہے۔

مسجد میں پرمٹ ہوٹلرز ہی داخل ہو سکتے ہیں، اس

لیے قرب و جوار کے بہت سے لوگوں کو حسرت بھرے انداز میں یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ تم لوگ باہر سے آکر مسجد جاسکتے ہو لیکن ہم یہیں کے ہونے کے باوجود اندر نہیں جاسکتے۔ ہمیں سخت ہدایت تھی کہ پاسپورٹ ہر وقت ساتھ رکھیے۔ مقررہ راستوں ہی پر جائیے ورنہ چلتے ہوئے اگر یہودی علاقوں میں داخل ہوں تو کبھی پریشانی ہو سکتی ہے وغیرہ وغیرہ۔

ہم نے مین گیٹ کے باہر ایک نوجوان کو درخت کے تنے سے کھڑا کر کے اس کی جامہ تلاشی لیتے ہوئے دیکھا۔ بھرے بازار میں اس اہانت آمیز انداز سے جامہ تلاشی کی مثبت تاویل نہیں سمجھ میں آسکی۔ گیٹ سے اندر احاطہ میں داخل ہوئے تو فلسطینی نوجوانوں نے ہمیں خوش آمدید کہا۔ مسجد باہر سے اسرائیلی قبضہ میں ہے۔ ان کی اجازت کے بغیر دروازے بھی نہیں کھولے جاسکتے۔ مسجد کے اندر کے انتظامات خصوصاً ائمہ، مؤذنین کی تعیناتی، تنخواہیں وغیرہ اردنی حکومت کے ذمہ ہیں۔ مسجد کے احاطہ میں زیتون کے کثرت سے درخت لگے ہوئے

مشاہدہ کریں گے۔ طے پایا کہ تہجد سے پہلے مسجد پہنچنا ہے۔ ایک رات اور دن بھر کے تھکے ہوئے ہونے کے باوجود چند گھنٹوں کے آرام کے بعد رات کے اگلے پہر سب نہادھو کر تیار انتظار گاہ میں بیٹھے تھے۔ عشاء کے لیے پیدل چلنے کا تجربہ ہو چکا تھا، کچھ ضعیف لوگوں نے ٹیکسی کے ذریعہ قریبی گیٹ تک پہنچنے کا فیصلہ کیا اور اکثریت پیدل مسجد کی طرف گامزن ہو گئی۔ جب گیٹ پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ اسرائیلی جوان کچھ دیر بعد گیٹ کھولیں گے۔ انتظار کیجئے، یہاں کچھ کہنا نہیں صرف دیکھتے جائیے۔ کچھ دیر بعد گیٹ کھولا گیا۔ پھر رات والا سوال پوچھا گیا کہ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں؟ چونکہ کچھ لوگ ٹیکسی سے علیحدہ پہنچے۔ انہیں پاسپورٹ دکھانا پڑا۔ کچھ لوگوں کے زبانی جواب پر ہی اکتفاء کیا گیا۔ اندر داخل ہوئے۔ صبح کا سہانہ منظر بہت ہی دل فریب تھا۔ ابھی تہجد کی اذان ہو رہی تھی۔ مسجد میں داخل ہوئے تو کچھ نماز میں مصروف ہو گئے اور کچھ مسجد کا مشاہدہ کرنے میں مشغول ہو گئے۔ اتنے میں

رفیق سفر نے ان کا اسم گرامی بتایا کہ یہ امام یوسف ہیں اور میرا نام انہیں۔ پھر کیا تھا دونوں کا دلبرانہ معافہ ہوا۔ یہ تقریباً چھتیس برس بعد ہماری ملاقات ہو رہی تھی۔ ہم دونوں مدینہ یونیورسٹی میں ہم جماعت تھے۔ اس وقت کا حلیہ چہرہ مہرہ آج سے بڑا مختلف تھا۔ شاید میرا بھی اسی طرح انہیں دکھائی دے رہا ہو۔ انہوں نے بتایا کہ فراغت کے بعد میں فلسطین چلا آیا اور دس روز بعد ہی مجھے مسجد اقصیٰ میں امام متعین کر دیا گیا۔ پھر خطابت کی ذمہ داری بھی تفویض کی گئی جو ابھی تک جاری ہے۔ یہاں میرے علاوہ اور بھی ائمہ ہیں۔ اضافی خطباء مختلف جامعات سے بھی وقتاً فوقتاً بلائے جاتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اب میرے لیے یہاں کا ماحول نامانوس نہیں رہا۔ میں نے مدعیان کر دیا کہ یہاں تعلیمی اور عسکری معلوماتی انداز میں ہمیں سیر کروادے۔ میں نہیں چاہتا کہ عام سیاحوں کی طرح گھوم پھر کر واپس چلا جاؤں۔ ویسے بھی طالب علمی کے زمانہ میں مسجد اقصیٰ اور گرد و نواح کے متعلق بہت سی باتیں میں اپنے فلسطینی دوستوں سے دریافت کیا کرتا تھا۔ انہوں نے خندہ پیشانی سے وعدہ کر لیا تھا۔

ہدایت کی کہ آپ لوگ اس وقت کچھ دیر آرام کریں اور جمعہ کے لیے مسجد کے اندرونی حصہ میں جگہ پانے کے لیے جلد آنا ہوگا ورنہ کھلے میدان میں دھوپ میں بیٹھنا ہوگا۔ خواتین کے لیے جمعہ کے دن قبة الصخرہ میں انتظام رہتا ہے کیونکہ مسجد کا اندرونی حصہ مردوں سے بھر جاتا ہے، ہم چاہتے ہیں کہ مسجد میں مزید انتظامات کیے جائیں لیکن اسرائیلی حکومت کی اجازت کے بغیر کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ مزید بتایا کہ میں علیحدہ سے آپ کے ساتھ بیٹھوں گا، ظاہر ہے مدت دراز کی باتیں جو کرنی ہیں۔ کچھ دیر بعد مسجد میں مختلف حلقات سرگرم عمل ہو گئے۔ کہیں ذکر کی مجلس ہے تو کہیں تلاوت قرآن کی۔ کہیں وعظ و نصیحت کی۔ یہ جمعہ کے دن کی مناسبت سے اہتمام ہوتا ہے۔ ہم نے اشراق کی نماز ادا کر کے مسجد کا کچھ حصہ دیکھا پھر ہوٹل واپس ہوئے تاکہ ناشتہ سے فارغ ہو کر کچھ دیر آرام کر کے تازہ دم ہو کر جمعہ کے لیے جاسکیں۔ تقریباً دس بجے سب عازم مسجد ہوئے۔ مسجد کے اندر اگلے حصہ میں جگہ مل گئی۔ جمعہ کے لیے کافی وقت تھا۔ کچھ دیر نوافل اور تلاوت میں مشغول ہوئے۔

ان کی اجازت کے بغیر دروازے بھی نہیں کھولے جاسکتے۔ مسجد کے اندر کے انتظامات خصوصاً ائمہ، مؤذنین کی تعیناتی، تنخواہیں وغیرہ اردنی حکومت کے ذمہ ہیں۔ مسجد کے احاطہ میں زیتون کے کثرت سے درخت لگے ہوئے ہیں۔ وسیع احاطہ طے کرتے ہوئے آگے بڑھے۔ سامنے سنہری رنگ کا گنبد قبة الصخرہ جو بیت المقدس کی علامت کے طور پر ہر تصویر میں دکھائی دیتا ہے پر نظریں پڑیں۔ اس وقت کی

چند لوگوں کے ہاتھ میں عربی قبوہ کی بیالیاں دکھائی دیں۔ سوچا کہ اس وقت مسجد کے اندر کون اتنی فیاضی کر رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ آج جمعہ کا دن ہے۔ یہاں جمعہ کا اہتمام صبح سے ہی ہوتا ہے۔ فجر سے پہلے تازہ دم ہونے کے لیے کچھ لوگ اپنے طور پر قبوہ پیش کرتے ہیں اور نماز فجر کے بعد لوگوں کو ناشتہ کروانے کے لیے محن میں دسترخوان بچھائے جاتے ہیں۔ نیم شب زدہ کے لیے اس وقت قبوہ کی اہمیت کچھ کم نہیں تھی۔ تہجد سے فارغ ہوئے فجر کی اذان ہوئی۔ کچھ دیر بعد امام صاحب نے جمعہ کی مناسبت سے سورہ سجدہ اور دھری خالص فلسطینی انداز میں تلاوت کی۔ نماز کے بعد ذکر و اذکار میں بیٹھے تھے کہ اشراق تک مسجد میں بیٹھے، پھر گھوم پھر کر دیکھنے کا پروگرام طے تھا۔ میں اپنی صف میں ہی بیٹھا تھا کہ منتظم سفر نے آواز دی کہ امام صاحب آپ کے سامنے ہیں۔ میں فوراً اٹھا، سلام کیا اور مصافحہ کیا۔ دو چار دعائیں جملوں کا تبادلہ ہوا۔ اتنے میں

کیفیت کو قلم کی گرفت میں لانا مشکل ہے کہ کیا ہم بیت المقدس پہنچ چکے ہیں۔ کیا ہم مسجد اقصیٰ میں داخل ہو رہے ہیں۔ جس کا نام بچپن سے سنا تھا کیا واقعی ہم اپنے وجود سے یہاں ہیں۔ کہیں یہ سب کچھ نیند یا خواب میں تو نہیں ہو رہا۔ یہ سوچتے ہوئے ہم قبة الصخرہ سے آگے بڑھ کر مسجد میں داخل ہوئے۔ محویت کا عالم کچھ یوں تھا کہ جسے صف میں جہاں جگہ ملی ہو گیا۔ عشاء کی نماز شروع ہو چکی تھی۔ نماز ختم ہوئی تو وہاں سے اٹھنے کا جی نہیں کر رہا تھا۔ رفقاء سفر ایک سانس میں کئی سوالات کیے جا رہے تھے۔ اس احاطہ میں مسجد اقصیٰ کوئی ہے، قبة الصخرہ کی تعریف، محراب زکریا، حجرہ مریم وغیرہ وغیرہ۔ لیکن میری طرف سے ناظم سفر نے مختلف اور متعدد سوالات کا ایک ہی جواب دیا کہ ساری تفصیلات صبح کی نماز کے بعد آپ کے سامنے آئیں گی۔ عشاء کے بعد یہاں زیادہ دیر رکتا مناسب نہیں۔ اپنے ٹھکانہ پر پہنچیں۔ صبح اطمینان سے

چند لوگوں کے ہاتھ میں عربی قبوہ کی بیالیاں دکھائی دیں۔ سوچا کہ اس وقت مسجد کے اندر کون اتنی فیاضی کر رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ آج جمعہ کا دن ہے۔ یہاں جمعہ کا اہتمام صبح سے ہی ہوتا ہے۔ فجر سے پہلے تازہ دم ہونے کے لیے کچھ لوگ اپنے طور پر قبوہ پیش کرتے ہیں اور نماز فجر کے بعد لوگوں کو ناشتہ کروانے کے لیے محن میں دسترخوان بچھائے جاتے ہیں۔ نیم شب زدہ کے لیے اس وقت قبوہ کی اہمیت کچھ کم نہیں تھی۔ تہجد سے فارغ ہوئے فجر کی اذان ہوئی۔ کچھ دیر بعد امام صاحب نے جمعہ کی مناسبت سے سورہ سجدہ اور دھری خالص فلسطینی انداز میں تلاوت کی۔ نماز کے بعد ذکر و اذکار میں بیٹھے تھے کہ اشراق تک مسجد میں بیٹھے، پھر گھوم پھر کر دیکھنے کا پروگرام طے تھا۔ میں اپنی صف میں ہی بیٹھا تھا کہ منتظم سفر نے آواز دی کہ امام صاحب آپ کے سامنے ہیں۔ میں فوراً اٹھا، سلام کیا اور مصافحہ کیا۔ دو چار دعائیں جملوں کا تبادلہ ہوا۔ اتنے میں

اتنے میں مسجد کے مرکزی لاؤڈ اسپیکر سے تلاوت شروع ہوئی۔ یہاں جمعہ کی نماز سے پہلے تلاوت اور مختلف اہل علم کے دروس ہوتے ہیں۔ پھر اذان، خطبہ اور نماز ہوتی ہے۔ کسی ایک قاری نے اتنی عمدگی سے تلاوت شروع کی کہ ہمیں شگ ہوا کہ شاید یہ کسی مشہور قاری کی کیسٹ لگائی گئی ہے لیکن نظر دوڑائی تو قاری صاحب سامنے ہی بیٹھے تلاوت کر رہے تھے۔ ہم اپنی تلاوت روک کر ان کی سننے میں مشغول ہو گئے۔ بظاہر چٹون شرٹ میں ملبوس نوجوان ہی تھے لیکن نہایت پرکشش آواز میں تلاوت کر رہے تھے۔ ویسے بھی یہاں درس وغیرہ دینے والے عموماً روایتی انداز کے مولویانہ کپڑوں میں ملبوس نہیں ہوتے سوائے ائمہ کے لیکن اسلوب اور مواد کے اعتبار سے ان کے دروس بہت جامع ہوتے ہیں۔ اذان جمعہ سے پہلے مرکزی درس شیخ یوسف کا تھا۔ آج کے خطیب قدس یونیورسٹی کے پروفیسر تھے۔ شیخ صاحب نے درس سے پہلے محراب کے قریب کھڑے ہو کر نظر دوڑائی۔ مجھ پر ان کی نگاہ پڑی۔

کرتے کیونکہ یہ اہل حدیث ہیں۔ مجھے بڑا تعجب ہوا کہ یہ جملہ انہوں نے کیسے کہا جبکہ میں نے خود کچھ نہیں کہا تھا۔ جمعہ کی نماز کے فوری بعد عصر کی اقامت کہی گئی۔ اعلان ہوا کہ مسافر حضرات شامل ہو جائیں۔ یہی مغرب کے بعد ہوا۔ جمع بین الصلواتین کا مسجد میں اہتمام ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بڑی تعداد میں لوگ دیگر علاقوں سے تشریف لاتے ہیں۔ ان کے لئے اس سنت پر عمل کرنے میں سہولت ہے۔ ویسے مقامی لوگوں کے لیے ہر نماز کا باقاعدگی سے اہتمام ہوتا ہے۔ بہت سے لوگوں کو اس شرعی سہولت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دیکھا گیا۔ امام صاحب کے بقول آج جمعہ میں حاضری ستر ہزار سے متجاوز تھی۔ یہ تعداد حالات کے لحاظ سے کھتی بڑھتی رہتی ہے۔ اگر اسرائیلی کارندے اندر آنے والوں پر پابندی نہ لگائیں تو شاید اس احاطہ میں قدم رکھنے کی جگہ بھی نڈل سکے۔ امام صاحب کا ایک ہفتہ واری درس اتوار بعد مغرب ہوتا ہے۔ انہوں نے اس درس کی مجھے دعوت دی۔ ایک طرف میں ان کی عنایت

مجھے قریب آنے کا اشارہ کیا۔ میں نے سوچا کہ شاید کسی اور کو بلایا جا رہا ہے۔ میں ویسے ہی بیٹھا رہا لیکن اور کچھ لوگوں کی نظریں بھی میرا ہی تعاقب کر رہی تھیں۔ جب مجھے یقین ہو چلا کہ

نظر کرم مجھ ہی پر ہے میں اس ناگہانی بلاؤں پر حینپ سا گیا۔ پھر اٹھا کہ دیکھوں کیوں بلا رہے ہیں۔ اشارہ کیا کہ آئے آؤ۔ میں آگے پہنچا تو ہاتھ پکڑ کر محراب کے اندر بٹھا دیا کہ یہ تمہاری جگہ ہے۔ میں اس غیر متوقع عنایت پر حیرت زدہ تھا۔ بڑے ظرف والے ہی اس طرح کا مظاہرہ کر سکتے ہیں۔ شیخ یوسف نے بہت علمی اور عمدہ پیرایہ میں درس دیا۔ پھر اذان ہوئی، جمعہ کا خطبہ والدین کے احترام کے حوالہ سے عام سا تھا۔ خطبہ میں ارد گرد ہونے والے حادثات اور واقعات کے حوالہ سے کوئی بات نہیں کی گئی۔ بعد میں بتایا گیا کہ بعض اوقات خطیب کی تیاری یہاں کئی مسائل پیدا کر دیتی ہے۔ اس لیے احتیاط اور حکمت ضروری ہے۔ نماز شیخ یوسف نے پڑھائی۔ نماز کے بعد مختلف احباب سے تعارف کرواتے رہے۔ کچھ مہمان باجماعت فوٹو بنانا چاہتے تھے لیکن شیخ صاحب نے میری طرف سے خود ہی کہہ دیا کہ یہ تصویر کشی زیادہ پسند نہیں

پر مومن تھا دوسری طرف اتوار کا دن پروگرام کے مطابق مضامینات قدس کے سفر کے لیے مختص تھا۔ میں بڑی کشمکش میں پڑ گیا۔ اس لیے میں نے انہیں اپنے اس پروگرام سے آگاہ کر دیا کہ میں چاہتا ہوں کہ وہاں بھی جاؤں۔ انہوں نے اتنی رعایت دی کہ اگر بروقت واپس لوٹو تو یہاں بیان تمہارا ہوگا ورنہ میں سنبھال لوں گا۔ رفقاء کا اصرار تھا کہ یہ موقع کسی کو ملتا ہے۔ آپ ضرور بیان کریں۔ لیکن الحمد للہ اس کے علاوہ بھی مجھے اور مواقع یہاں ملتے رہے۔

پروگرام کے مطابق جمعہ کے بعد کچھ وقفہ ظہرانہ کے لیے پھر اندرونی حصہ کی زیارت کے لیے تھا۔ اس وقفہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کچھ لوگ شاپنگ میں مصروف ہو گئے۔ میں چند ساتھیوں کے ساتھ احاطہ میں واقع میوزیم اور لائبریری میں چلا گیا۔ لائبریری کے دو حصے ہیں۔ ایک دیوار گریہ سے اندرونی جانب لگی ہوئی ہے اور دوسرا زیر زمین مصلیٰ مروانی کے احاطہ میں ہے۔ یہاں قدیم و جدید

کتابوں کا وسیع ذخیرہ ہے۔ مختلف تشنگان علوم جن میں خواتین کی بھی مناسب تعداد تھی کو اس ذخیرہ سے استفادہ کرتے دیکھا لیکن میوزیم عام نوعیت کا دکھائی دیا۔ ہم ابھی میوزیم سے نکلے ہی تھے کہ اسرائیلی مسلح فوجیوں کی نگرانی میں کچھ سیاح اندر آتے دکھائی دیے۔ ہم ابھی صورتحال کو سمجھنا ہی چاہتے تھے کہ ہمارے چہروں کی پریشانی بھانپتے ہوئے ہمیں بتایا گیا کہ روزانہ صبح دو گھنٹے غیر مسلحوں خصوصاً یہودیوں کو اندر احاطہ میں آنے کی اجازت ہے اور کبھی سہ پہر بھی انہیں لایا جاتا ہے۔ جب بھی اندر آتے ہیں مسلح فوجی جوان ان کے ساتھ ہوتے ہیں کہ کہیں کوئی ان پر حملہ نہ کر بیٹھے۔ جمعہ کے بعد ملاقات کرنے والوں میں شیخ رجبی، شیخ تیسیر وغیرہ وغیرہ تھے۔ یہ بھی مدینہ یونیورسٹی کے قدیم فارغین میں ہیں۔ شیخ محمد رجبی القدس زکوۃ کمیٹی کے رکن ہیں۔ خود تاجر ہیں۔ انہوں نے گروپ کی آمد کا خیر مقدم کیا اور کہا کہ یہاں مسلمانوں کی آمد سے فلسطینی عوام کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ مسلمان یہاں آیا کریں۔ یہاں کی انتظامیہ کو محسوس ہو کہ مسلمانوں کا اس مسجد سے تعلق برقرار ہے۔ اگرچہ کہ ہمیں علم ہے کہ بعض اوقات ایئر پورٹ پر آپ لوگوں کو انتظار کی طویل زحمت دی جاتی ہے لیکن آپ کا یہ

انتظار بھی باعث اجر ہی ہوگا۔ شیخ تیسیر یہاں دارالایام کے مدیر ہیں۔ القدس کے علاقہ میں مختلف یتیم خانے ہیں جن میں اسرائیلی جارحیت کی نذر ہونے والوں کے بچے زیر پرورش ہیں۔ عصر تا مغرب امام یوسف نے وقت دے رکھا تھا، وہ گولڈن گیٹ کے قریب قدیم عمارت میں لے گئے، اس جگہ کے متعلق مشہور ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا مقام یہی تھی۔ اللہ اعلم۔ اس وقت اس کے ایک حصہ میں مدرسہ دارالحدیث قائم ہے، اس میں قرآن، حدیث اور دینیات کی تعلیم کا نظم ہے۔ مناسب تعداد میں طلبہ و طالبات زیر تعلیم ہیں۔ یہاں مجھے خطاب کا موقع ملا، پھر شیخ نے خطاب کرتے ہوئے میرے بارے میں کچھ کلمات خیر کہہ کر مسجد اور آس پاس میں واقع تاریخی مقامات پر سیر حاصل گفتگو کی اور ساتھ چل کر مختلف مقامات دکھاتے رہے۔ (جاری ہے)

محرم جناب میاں عتیق الرحمن (سیرج سکار)

ویلنٹائن ڈے.....

اور دین اسلام

اس کے برعکس ہمیں فاشی و عریانی کو محبت کا نام دینے سے گریز کرنا چاہیے۔ کیونکہ اگر ہم ایسا کرتے ہیں (یعنی اس عمل کو محبت یا پیار کا نام دیتے ہیں) تو اس کی وجہ سے اسلام کے دامن پر بے حیائی پھیلانے کا دھبہ لگتا ہے۔ جبکہ قرآن تو کہتا ہے کہ

”بلاشبہ اللہ تعالیٰ فاشی کا حکم نہیں دیتے۔“ (البقرہ)

اور فاشی کا حکم دینا شیطان کا کام ہے۔“ (النور)

لیکن مغربی معاشرے اور ان سے منتقل ہونے والے تصورات نے لوگوں اور بالخصوص نوجوان نسل کی نفسیات کو اس طرح کا بنا دیا ہے کہ ان کے دائرہ محبت میں صرف غیر محرم لڑکا اور لڑکی آتے ہیں اور بس! باقی جو کچھ ہے وہ دائرہ محبت سے ہی خارج ہے۔ یہ سب کچھ ایسے ہی نہیں ہو رہا بلکہ اس سارے عمل کے پیچھے تفریق کے نام پر محبت کا تصور کام کر رہا ہے جو ہر گزرتے لمحے کے ساتھ انسانی غیرت و حیا کے اوپر محبت کے نام سے فاشی و عریانی کے لمبے گرا کر اسے دبا رہا ہے۔ اس کا اندازہ کرنے کیلئے پندرہ بیس برس پہلے ریلیز ہونے والی فلمیں، ڈرامے اور پروگراموں کے علاوہ اخباروں میں آنے والے فلمی ایکٹرز وغیرہ کی تصویریں کس حد تک قابل اعتراض تھیں اور آج ان کی کیا حالت ہے؟ آپ بازاروں، اخباروں یا سینما گھروں میں دیکھ سکتے ہیں۔

اس سے بھی زیادہ افسوس کی بات یہ ہے کہ بہت سے نوجوان اور لوگ اپنے اس برے مقصد کی تکمیل کے لیے مذہب کا سہارا لینے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ اس بے حیائی کے کام پر عام لوگوں کے ساتھ ساتھ کم علم مذہبی لوگوں کی حمایت بھی حاصل ہو جائے۔ مثال کے طور پر اس طرح کے ڈائلاگ: محبت عبادت، محبت ہے پوجا وغیرہ آج کل زبان زد عام ہیں۔

لفظ محبت اور عشق:

عام طور پر ان الفاظ کے معانی اور استعمال میں فرق

اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے، یہ خوبی صرف اسلام کا ہی خاصہ ہے۔ اسلام ہماری زندگی کے کسی پہلو کو بھی نظر انداز نہیں کرتا۔ ہماری فطرت کو مد نظر رکھتے ہوئے ہمیں زندگی کے ہر موڑ پر رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ لیکن یہ کوتاہی بہر حال سرایت کر چکی ہے کہ بعض معاملات کے بارے میں خود سائنس تصورات قائم کر لیے جاتے ہیں اور اسی پر بنیاد رکھ کر تہواروں کے منانے کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ زندگی کے معاملات میں سے ایک اہم مسئلہ ”محبت“ کی طرز نوعیت ہے، جسے ہم عرف عام میں پیار یا Love کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ عموماً جب پیار، محبت کا ذکر کیا جاتا ہے تو بہت سے لوگ اسے ایک دنیاوی اور عام معاشرتی عمل سمجھ لیتے ہیں، کیونکہ محبت ایک فطری عمل ہے اور اسلام فطرت کا ترجمان ہے اس لحاظ سے محبت کا اسلام سے گہرا تعلق ہے۔ جہاں اسلام دوسرے اعمال کا حکم دیتا ہے اور ہمیں چار و ناچلہ ان اعمال پر کاربند رہنا پڑتا ہے اسی طرح اسلام فطرت کو مد نظر رکھتے ہوئے ہمیں محبت کا حکم بھی دیتا ہے جو اللہ نے ہمارے دلوں میں ودیعت کی ہے۔ اس کے درجے، طریقے اور نوعیتیں بھی اللہ تعالیٰ نے مختص کر دی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”اس اللہ نے تمہارے دلوں میں محبت ڈال دی۔“

اس کی تاکید نبی کریم ﷺ نے بھی ان الفاظ میں فرمائی: ”آپس میں تحفے تحائف دو اور محبت کرو۔“

لہذا یہ فطری عمل ہونے کے ساتھ اسلام کا مطالبہ بھی ہے۔ علاوہ ازیں اسلام ہمیں محبت کرنے اور اس کو ترقی دینے کے ایسے مواقع بھی فراہم کرتا ہے جن پر عمل پیرا ہو کر آپس میں محبت بڑھتی ہے۔ جیسے اخوت، بھائی چارہ، ایثار و قربانی وغیرہ۔ اب ایک ایسا حکم جو اسلام نے دیا ہو جس کے نتائج بھی خوش کن ہوں اور اس کے ذریعے راحت، سکون اور نرمی کی فضا قائم ہو کیا اسکی وجہ سے بے حیائی پھیل سکتی ہے؟ بالکل نہیں!

نہیں کیا جاتا، درحقیقت ان کے معانی میں حیا و شرم کے حوالے سے زمین و آسمان کا فرق پایا جاتا ہے۔ عشق اور محبت دونوں عربی زبان کے لفظ ہیں اور الگ الگ معنی رکھتے ہیں۔ **عشق:** محبت میں حد سے گزرنا، اور اس میں نیکی و برائی اور پارسائی و فسق کی صفت محمودہ و مذمومہ دونوں پائی جاتی ہیں۔ محبت: ایک پاکیزہ جذبہ ہے جو انسان کے خیالات کو پاکیزگی بخشنے کے علاوہ اس کے اندر احساس پیدا کر کے مہذب اور شائستہ بناتی ہے۔ جبکہ عشق میں حد سے زیادہ زیادتی اور بے حیائی کا میلان پایا جاتا ہے۔ اسی لیے عشق کو انگریزی زبان میں Sexual Love بھی کہا جاتا ہے۔

دونوں لفظ (عشق اور محبت) عربی میں مستعمل ہونے کے باوجود محبت اور پیار کے لیے قرآن و حدیث میں صرف محبت یا اس سے ملتا جلتا لفظ استعمال ہوا ہے۔ کیونکہ عشق میں جنونی حد تک محبت کی زیادتی پائی جاتی ہے بے شک وہ فسق کی بجائے پارسائی میں بھی ہو سکتی ہے لیکن کسی معاملے میں بھی حد سے گزرنا جائز نہیں حتیٰ کہ اللہ کی عبادت میں بھی توازن اور اعتدال کا حکم ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو عبادت کی زیادتی سے منع فرمایا۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کو عبادت میں بھی میانہ روی کا حکم دیا۔ لہذا زیادتی جب عبادت میں جائز نہیں تو دوسرے معاملات میں تو بالادلی اس کی ممانعت صادر ہوتی ہے۔

ویلنٹائن ڈے کی حقیقت:

کچھ واقعات ہیں جو اس دن کے ساتھ منسوب کیے جاتے ہیں۔ ذیل میں ان واقعات کی روشنی میں جائزہ لیا جائے گا کہ ویلنٹائن ڈے کیا ہے؟

انسائیکلو پیڈیا بک آف ناچ کے مطابق: ویلنٹائن ڈے جو (چودہ فروری) کو منایا جاتا ہے محبوبوں کے لیے خاص دن ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ویلن ٹائن ڈے کا آغاز ایک رومی تہوار لوپر کالیا (Luper Calia) سے ہوا۔ قدیم رومی مرد اس تہوار کے موقع پر اپنی دوستوں کے نام اپنی قیصوں کی آستینوں پر لکھ کر چلتے تھے۔ بعض اوقات یہ جوڑے متحائف کا تبادلہ بھی کرتے تھے۔ بعد میں جب اس تہوار کو سینٹ ویلن ٹائن کے نام سے منایا جانے لگا تو اس کی بعض روایات کو برقرار رکھا گیا۔ اسے ہر اس فرد کے لئے اہم دن سمجھا جانے لگا جو رفیق یا رفیقہ حیات کی تلاش میں تھا۔ سترہویں صدی کی ایک دو شیزہ سے یہ بات

”یقیناً جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان لانے والوں کے گروہ میں بخش (و بے حیائی) پھیلے وہ دنیا اور آخرت میں دردناک سزا کے مستحق ہیں۔“

جبکہ ویلفائن تو ہے ہی بے حیائی اور فحاشی کا دن۔ لہذا اسے کسی صورت بھی ایک صالح معاشرہ اختیار نہیں کر سکتا۔ دین اسلام میں غیر مسلموں کی مشابہت اور ان کے طور طریقوں سے بچنے کا درس دیا گیا ہے۔ حدیث مبارکہ ہے۔ [من تشبه بقوم فهو منهم] جس نے غیر مسلموں کی مشابہت کی وہ انہی میں سے ہے۔ (ابوداؤد: ۴۰۳۱) یہ تہوار خالصتاً غیر مسلموں کا ہے اسلام اور مسلمانوں سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

ویلفائن ڈے پر بہبودگی، شرارت اور دوسرے عیوب کا عنصر نمایاں طور پر دیکھا جاتا ہے۔

حیا اور ویلفائن ڈے:

لغت میں حیا کا معنی و مفہوم اس طرح ہے کہ شرم اور دل میں گناہ سے بچکچا ہٹ ہو۔ حیا اس قلبی کیفیت کا نام ہے جس کی وجہ سے انسان تمام ناپسندیدہ کاموں سے اجتناب کرنے لگتا ہے۔ جس انسان میں شرم و حیا کی تھوڑی سی بھی مقدار باقی ہوتی ہے، وہ کبھی کھلم کھلا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتا اور نہ ہی رسول کریم ﷺ کی نافرمانی کا سوچ سکتا ہے۔ اور ایسے کاموں سے کلی طور پر پرہیز کرتا ہے جن سے اللہ ناراض ہو اور وہ کام حتی المقدور زیادہ سے زیادہ کرتا ہے جس سے اللہ رب العزت راضی ہو۔

اسلام کی اصطلاح میں حیا سے مراد وہ شرم ہے جو کسی امر منکر یعنی برے کام کی جانب مائل ہونے والا انسان خود اپنی ہی فطرت کے سامنے اور اللہ رب العزت کے سامنے محسوس کرتا ہے۔ یہ اصطلاح اس طرح بھی سمجھ سکتے ہیں کہ انسان کا دل بری باتوں سے تنگی محسوس کرنے لگے تب وہ انہیں چھوڑ دے۔ حیا وہ جذبہ ہے جو انسان کو اچھائیوں پر اُبھارتا اور برائیوں سے باز رکھتا ہے۔ حیا معاشرے سے اس وقت رخصت ہوتا ہوا پایا جاتا ہے جب زندگی بے عقیدہ ہو جائے۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ ایک انصاری کے پاس سے گزرنے وہ اپنے بھائی کو شرم و حیا کے بارے میں نصیحت کر رہا تھا (یعنی اتنا شرم نہیں کرنا چاہیے) تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اس کو اس کے حال پر چھوڑ دو،

اپنے سامنے والوں کو دو تہوار دیے۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دور جاہلیت میں مدینہ کے لوگ سال میں دو تہوار منایا کرتے تھے۔ جب آنحضرت ﷺ مدینہ تشریف لائے تو (صحابہ کرام رضی اللہ عنہما سے) فرمایا:

”اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان دونوں تہواروں کے بدلے میں دو ایسے تہوار عطا کر دیے ہیں جو ان سے بہتر ہیں وہ ہیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ“ (صحیح سنن نسائی: ۱۳۶۵)

غیر مسلموں کے رسم و رواج اور تہواروں کے بارے میں نبی کریم ﷺ بہت حساس تھے، اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے کہ ایک مرتبہ آپ کے پاس ایک صحابی آئے اور کہنے لگے کہ میں نے ’بوانہ‘ نامی مقام پر اونٹ ذبح کرنے کی منت مانی ہے (کیا میں اسے پورا کروں؟) آپ نے فرمایا: کیا دور جاہلیت میں وہاں کسی بت کی پوجا تو نہیں ہوا کرتی تھی؟ اس نے کہا نہیں۔ پھر آپ نے پوچھا: اہل کان فحیہا عید من اعیادھم؟ ”کیا وہاں مشرکین کے تہواروں اور میلوں میں سے کوئی تہوار تو منعقد نہیں ہوا کرتا تھا؟“ اس نے کہا: نہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ ”پھر اپنی نذر پوری کرو کیونکہ جس نذر میں اللہ کی نافرمانی کا عنصر پایا جائے اسے پورا کرنا جائز نہیں۔“ (ابوداؤد: ۳۳۱۳) اس واقعہ سے اندازہ ہوا کہ ایسی جگہوں پر جانا بھی ممنوع ہے جہاں اس طرح کے کام سرانجام پاتے ہوں۔

ثقافت حالات کے مطابق نشوونما پاتی ہے جبکہ مذہب کے احکامات اٹل ہوتے ہیں ان میں اگر تغیر و تبدل کر دیا جائے تو اپنی اصل شکل میں برقرار نہیں رہتے۔ مذہب اور ثقافت اپنی اصل کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں، اور ان میں کشمکش چلتی رہتی ہے جیسا کہ ویلفائن ہی کی مثال لے لیں، خود عیسائی مذہب اسے اچھا نہیں سمجھتا۔ ہر لچر پن کو ثقافت کا لبادہ اوڑھا کر حلال نہیں کیا جاسکتا۔ اس کے علاوہ ویلفائن ڈے کے ممنوع ہونے کی اخلاقی اور سماجی وجوہات بھی ہیں جو اس تہوار کو منانے کی ہر گز اجازت نہیں دیتیں۔

فحاشی ایک بیچ فصل:

فحاشی اور عریانی کو ہر مذہب نے حرام قرار دیا ہے۔ دین اسلام تو ہے ہی پاکیزہ اور صالح لوگوں کا دین۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

منسوب ہے کہ اس نے ویلفائن ٹائن ڈے والی شام کو سونے سے پہلے اپنے تکیے کے ساتھ پانچ پتے ٹانگے اس کا خیال تھا کہ ایسا کرنے سے وہ خواب میں اپنے ہونے والے خاندان کو دیکھ سکے گی۔ بعد ازاں لوگوں نے تحائف کی جگہ ویلفائن کارڈز کا سلسلہ شروع کر دیا۔ یوں یہ رسم بدقوم درقوم اور نسل در نسل منتقل ہوئی۔ اس کے علاوہ ایک اور معروف واقعہ جو ویلفائن نامی شخص کے ساتھ منسوب کیا جاتا ہے۔

اس کے متعلق کوئی مستند حوالہ تو موجود نہیں البتہ غیر مستند داستانیں پائی جاتی ہیں جن میں ایک یہ ہے کہ تیسری صدی عیسوی میں ویلفائن نام کے ایک پادری تھے جو ایک راہبہ (Nun) کی زلف گرہ گیر کے اسیر ہوئے۔ چونکہ عیسائیت میں راہبوں اور راہبات کے لئے نکاح ممنوع تھا۔ اس لئے ایک دن ویلفائن صاحب نے اپنی معشوقہ کی کٹھنی کے لئے اسے بتایا کہ اسے خواب میں بتایا گیا ہے کہ 14 فروری کا دن ایسا ہے اس میں اگر کوئی راہب یا راہبہ صنفی ملاپ بھی کر لیں تو اسے گناہ نہیں سمجھا جائے گا۔ راہبہ نے اس پر یقین کیا اور دونوں جوشِ عشق میں یہ سب کچھ کر گزرے۔ کلیسا کی روایات کی یوں دھجیاں اڑانے پر ان کا حشر وہی ہوا جو عموماً ہوا کرتا ہے یعنی انہیں قتل کر دیا گیا۔ بعد میں کچھ منجھلوں نے ویلفائن صاحب کو ’شہیدِ محبت‘ کے درجہ پر فائز کرتے ہوئے ان کی یاد میں دن منانا شروع کر دیا۔ چرچ نے ان خرافات کی ہمیشہ مذمت کی اور اسے جنسی بے راہ روی کی تبلیغ پر مبنی قرار دیا۔ یہی وجہ ہے کہ عیسائی پادریوں نے اس دن کی مذمت میں سخت بیانات دیئے۔ بنگاک میں تو ایک عیسائی پادری نے ایک ایسی دکان کو نذر آتش کر دیا جس پر ویلفائن کارڈ فروخت ہو رہے تھے۔

ویلفائن ڈے کو ”عیدِ الحب“ بھی کہا جاتا ہے جو ایک قسم کی خالص رومی عید ہے۔ جس کی ابتداء سے متعلق مذکورہ بات ہی حقیقت سے قریب تر ہے۔ ورنہ سچائی بیان کرنا ایک مشکل امر ہے۔ یہ تہوار ہر سال چودہ فروری کو شادی شدہ اور غیر شادی شدہ جوڑے سبھی مناتے ہیں۔ جس میں یہ لوگ بے ہودہ طریقے سے اپنی محبت کا اظہار کرتے ہوئے پائے جاتے ہیں۔ 14 فروری کو یہ نازیبا یومِ محبت کا رواج اسی کہانی پر منحصر ہے۔

اسلامی تعلیمات:

ہر مذہب اپنے اندر کچھ تہوار رکھتا ہے۔ دین اسلام نے

حیاء تو ایمان کا حصہ ہے۔ ایک اور جگہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ سے حیاء کرو اور پوری طرح اس بات کا حق بھی ادا کرو۔“

ویلنٹائن ڈے اور ہماری ذمہ داری:

حکومت وقت کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہوجوانوں کو لہو و لعب اور جنسی بے راہ روی سے بچانے کے لیے موثر اقدامات کرے۔ ویلنٹائن ڈے کے موقع پر گلاب کے پھول اور کارڈز کی خرید و فروخت پر پابند عائد کی جائے۔ اخبارات کے مالکان کو اس بات کا پابند کیا جائے کہ وہ ویلنٹائن ڈے کے حوالے سے کسی قسم کے اشتہارات اور پیغامات شائع نہیں کریں گے۔ ویلنٹائن ڈے اور اس جیسی بے ہودہ سرگرمیاں جو اسلامی اخلاقیات کا جنازہ نکال دیں، ان کے متعلق حکومت کو خاموش تماشائی کا کردار ادا نہیں کرنا چاہیے۔

پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا سے بھی گزارش ہے کہ وہ ہوش کے ناخن لیں۔ نئی نسل کی جنسی آوارگی کی طرف رہنمائی کرنے کے بجائے ان کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرائیں۔ انہیں اس بات سے آگاہ کریں کہ جس راہ پر تم چل نکلے ہو اس کے نتائج بہت خطرناک ہیں۔

تعلیمی اداروں کے منتظمین اور اساتذہ کرام کو چاہیے کہ تعلیم کے حصول کے لیے آنے والے بچے آپ کے پاس امانت ہیں۔ والدین اپنے بچوں کو کسی سکول، کالج یا یونیورسٹی بھیجتے ہیں تو ان کا مقصد ان کو اچھی تعلیم دلوانا ہوتا ہے نہ کہ ان کے اخلاق کا جنازہ نکلوانا۔ ادارے کا یہ فرض بنتا ہے کہ سکول، کالج اور یونیورسٹی میں پڑھنے والی نئی نسل کی اخلاقی تربیت کریں۔ انہیں حیا باختمہ تہواروں کے بارے میں آگاہ کریں کہ ہمارے مذہب اور ہماری معاشرتی اقدار کو مسخ کرنے کے لیے یہ سارے شیطانی دھندے ہیں۔

حکومت، میڈیا اور تعلیمی اداروں کے منتظمین و اساتذہ کے ساتھ ساتھ والدین کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی اولاد کی اچھی تربیت کریں۔ انہیں ان بے ہودہ تہواروں سے لاتعلقی رہنے کی تلقین کریں اس دن ان کی خصوصی نگرانی بھی کریں کہ کہیں وہ شیطان کے جال میں پھنس کر کوئی غلط قدم نہ اٹھا بیٹھیں۔

یاد رہے! اگر یہ سلسلہ یونہی چلتا رہا اور تمام ذمہ داران اخلاقیات کے دشمن ان تہواروں سے صرف نظر کرتے رہے تو آج مغرب جس صورت حال سے دوچار

ہے وطن عزیز میں اس کے پیدا ہونے کو کوئی نہیں روک سکتا۔ یورپ حیا سے عاری ان تہواروں کے نتائج دیکھ چکا ہے۔ اگر ان حیا سوز تہواروں کے آگے بند نہ باندھا گیا تو ہم بھی اس عذاب سے نہیں بچ سکیں گے۔ یورپ میں بھی یہ سب کچھ ایک سال میں نہیں ہو گیا تھا، ان کے ہاں بھی خاندانی نظام کی تباہی اور جنسی انقلاب آہستہ آہستہ وقوع پذیر ہوا تھا۔ یورپ کے دانشور خاندانی نظام کی بحالی کی دہائی دے رہے ہیں مگر اب پانی ان کے سروں سے گزر چکا ہے۔ ہمارے ہاں اس وقت محض ایک قلیل تعداد اس خطرناک اخلاقی دیوالیہ پن کا شکار ہوئی ہے، ہماری آبادی کی اکثریت اس آگ کی تپش سے اب تک محفوظ ہے۔ ابھی وقت ہے کہ آگے بڑھ کر چند جہازوں کو لگی آگ کو بجھا دیا جائے، ورنہ یہ آگ پورے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے اور شرح و حیا ہم سب کا خاصہ بنائے امین یا رب العالمین۔

بقیہ ظل اور بروز کی حقیقت

تھے۔ اس واسطے آپ نے عسکری کے امتحان کی تیاری شروع کر دی اور قانونی کتابوں کا مطالعہ شروع کیا پر امتحان میں کامیاب نہ ہوئے۔“ (سیرۃ الہدی)

اس کے برعکس دوسرے مقام پر مرزا قادیانی یوں رقمطراز ہے کہ

”سو آنے والے کانام جو مہدی رکھا گیا سو اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ آنے والا علم دین خدا سے ہی حاصل کرے گا اور قرآن وحدیث میں کسی استاد کا شاگرد نہیں ہوگا۔ سو میں حلفا کہہ سکتا ہوں کہ میرا یہی حال ہے۔ کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی نہیں پڑھا ہے یا کسی مفسر یا محدث کی شاگردی اختیار کی ہے۔“ (ایام الصلح)

محترم قارئین! کیا اب بھی اس کے ہر وادی میں سرگرداں ہونے، جھوٹ بولنے اور ہوائی گھوڑے دوڑانا ثابت نہیں ہوتا تو آپ لوگوں کی تسلی کے لیے مزید چند مثالیں پیش کیے دیتا ہوں۔ چنانچہ مرزا قادیانی ایک مقام پر دعویٰ کرتے ہوئے رقمطراز ہے کہ

”خدا تعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء علیہم السلام کا مظہر ٹھہرایا ہے

اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کیے ہیں۔ میں آدم ہوں، میں شیث ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحاق ہوں، میں اسماعیل ہوں، میں یعقوب ہوں، میں یوسف ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ ہوں اور آنحضرت ﷺ کا مظہر اتم ہوں یعنی ظلی طور پر محمد اور احمد ہوں۔“ (حقیقت الہی)

”میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار (درمیں اردو)

ایک طرف یہ انداز کہ تمام انبیاء کا مجموعہ اپنے آپ کو قرار دے رہا ہے تو دوسری طرف تکبر اور ہوائی گھوڑے دوڑانے کا یہ انداز کہ خدائی دعویٰ کرنے سے بھی گریز نہیں کیا۔ چنانچہ مرزا قادیانی رقمطراز ہے کہ

”میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔“ (کتاب البریہ)

محترم قارئین! یہی مرزا قادیانی جب کرنے پر آیا تو اپنے آپ کو انسان کا ختم اور (بندے داہتر) بنی تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ خود رقمطراز ہے کہ

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار (براہین احمدیہ)

کیا ان دلائل و براہین سے یہ بات ثابت نہیں ہو جاتی کہ مرزا قادیانی حقیقت میں جھوٹ بولنے والا دروغ گو اور اپنے قول و فعل میں تضاد رکھنے والا ایک شاعر تھا جو کہ نبی آخر الزماں جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا ظل نہیں بلکہ ان سے متضاد صفات کا حامل تھا۔

نبی آخر الزماں ﷺ تو غیر محرم عورتوں کی طرف دیکھنا بھی پسند نہ کرتے تھے جب عورتیں بیعت کے لیے آئیں تو نبی کریم ﷺ پردے کے پیچھے سے بیعت لیتے تھے۔ جب کہ اس کے برعکس مرزا قادیانی غیر محرم عورتوں سے ٹانگیں تک دبوایا کرتا تھا اور وہ بھی سردیوں کی راتوں میں جس کی تفصیل آپ مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد کی کتاب سیرت مہدی کی روایت نمبر ۸۰ میں ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ الغرض بے شمار ایسی باتیں ہیں جو قادیانی دجال کے ظلی نبی ہونے کے دعویٰ کو جھوٹ ثابت کرتی ہیں۔ (جامد)

ظلالِ بروز کی حقیقت

قسط نمبر ۲

جناب مولانا عبید اللہ لطیف (فیصل آباد)

شاعری اور مرزا قادیانی:

مرزا قادیانیؒ نبی کریم ﷺ کے برعکس شاعری کیا کرتا تھا نہ صرف شاعری کیا کرتا بلکہ اس کی شاعری پر مبنی کتاب درشین کے صفحہ ۴۹ پر ایک مصرع اس طرح درج ہے کہ اگر یہ جزری سب کچھ رہا ہے اس مصرع پر ☆ کا نشان لگا کر حاشیہ میں واضح کیا گیا ہے کہ یہ الہامی مصرع ہے۔

مزید مرزا قادیانی کی شاعری کے نمونے بھی ملاحظہ فرمائیں کہ وہ کس طرح عشقیہ شاعری بھی کرتا رہا ہے اور اپنی شاعری میں یہودہ الفاظ استعمال کرتے ہوئے معمولی سی بھی شرمندگی محسوس نہیں کیا کرتا تھا۔ چنانچہ مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی اپنی کتاب سیرت الہدی میں رقمطراز ہے کہ

”خاکسار عرض کرتا ہے کہ مرزا

سلطان احمد صاحب سے مجھے حضرت مسیح موعود کی ایک شعروں کی کاپی ملی ہے جو بہت پرانی معلوم ہوتی ہے۔ غالباً نوجوانی کا کلام ہے۔ حضرت صاحب کے اپنے خط میں جسے میں پہچانتا ہوں بعض شعر بطور نمونہ درج ہیں:

عشق روگ ہے کیا پوچھتے ہو اس کی دوا

ایسے بیمار کا مرنا ہی دوا ہوتا ہے

کچھ مزا پایا میرے دل! ابھی کچھ پاؤ گے

تم بھی کہتے تھے کہ الفت میں مزا ہوتا ہے

ہائے کیوں ہجر کے الم میں پڑے

مفت بیٹھے بٹھائے غم میں پڑے

اس کے جانے سے صبر دل سے گیا

ہوش بھی درطہ عدم میں پڑے

سب کوئی خداوند! بنا دے
کسی صورت سے وہ صورت دکھا دے
کرم فرما کے آ، او میرے جانی
بہت روئے ہیں اب ہم کو ہنسا دے
کبھی نکلے گا آخر تنگ ہو کر
دلا اک بار شور و غل مچا دے

نہ سر کی ہوش ہے تم کو، نہ پاکی
سمجھ ایسی ہوئی قدرت خدا کی
مرے بت! رب سے پردہ میں رہو تم

مزید مرزا قادیانی کی شاعری کے نمونے بھی ملاحظہ فرمائیں کہ وہ کس طرح عشقیہ شاعری بھی کرتا رہا ہے اور اپنی شاعری میں یہودہ الفاظ استعمال کرتے ہوئے معمولی سی بھی شرمندگی محسوس نہیں کیا کرتا تھا۔

کہ کافر ہو گئی خلقت خدا کی

نہیں منظور تھی گر تم کو الفت

تو یہ مجھ کو بھی جتلیا تو ہوتا

میری دوسویوں سے بے خبر ہو

میرا کچھ بھید بھی پایا تو ہوتا

دل اپنا اس کو دوں یا ہوش یا جان

کوئی اک حکم فرمایا تو ہوتا

اس کاپی میں کئی شعر ناقص ہیں۔ یعنی بعض جگہ

مصرع اول موجود ہے مگر دوسرا نہیں اور بعض جگہ

دوسرا ہے مگر پہلا ندارد۔ بعض جگہ اشعار نظر ثانی

کے لیے بھی چھوڑے ہوئے معلوم ہوتے ہیں اور

کئی جگہ فرغ تخلص استعمال کیا گیا ہے۔“

(سیرت الہدی جلد اول)

مرزا قادیانی کی شاعری کے مزید کچھ نمونے بھی

ملاحظہ فرمائیں:

”چکے چکے حرام کروانا آریوں کا اصول بھاری ہے
زن بیگانہ پر شیدا ہیں جن کو دیکھو وہی شکاری ہے
غیر مردوں سے مانگنا لطفہ سخت بخت اور نابکاری ہے
غیر کے ساتھ جو کہ سوتی ہے وہ نہ بیوی زن بزاری ہے
نام اولاد کے حصول کا ہے ساری شہوت کی بیکراری ہے
بیٹا بیٹا پکارتی ہے غلط یاری اس کو آہ و زاری ہے
دس سے کروا چکی زنا لیکن پاکدامن ابھی بچاری ہے
دار صاحب بھی کیسے اتنی حق ہیں ان کی لالی نے عقل ماری ہے
گھر میں لاتے ہیں اس کے یاروں کو لکسی جوڑی پاسداری ہے
اس کے یاروں کو دیکھنے کے لیے سر بازار ان کی باری ہے
جوڑی پر فدا ہیں یہ جی سے وہ نیوگی پہ اپنے واری ہے
شرم و غیرت ذرا نہیں باقی کس قدر ان میں بردباری ہے
ہے قوی مرد کی تلاش انہیں خوب جوڑی حق گزارا ہے
(آریہ دھرم مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۰)

محترم قارئین! اب خود سوچیں کہ کیا ایسی یہودہ

شاعری کے باوجود مرزا قادیانیؒ نبی کریم ﷺ

کا ظل اور بروز ہو سکتا ہے یقیناً نہیں

ہو سکتا۔ اس کے باوجود قادیانی ذریت اگر مرزا

قادیانی کو نبی کریم ﷺ کا بروز مان رہی ہے تو

اس کی بنیادی وجہ اندھی عقیدت اور قادیانی

مربیوں کی وہ ہیرا پھیری ہیں جو عوام الناس

کو عموماً اور قادیانیوں کو خصوصاً گمراہ کرنے اور پھر اس پر

قائم رہنے کے لیے کرتے ہیں۔ چنانچہ مرزا قادیانی کی

شاعری پر کیے جانے والے اعتراض کا جواب دیتے

ہوئے معروف قادیانی عالم ملک عبدالرحمن خادم اپنی

کتاب ”پاکت بک“ میں رقمطراز ہے کہ

”بے شک قرآن مجید میں ہے کہ

آنحضرت ﷺ شاعر نہ تھے اور قرآن مجید نے

شاعری کی تعریف بھی کر دی ہے۔ فرمایا:

﴿أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ﴾ وَأَنَّهُمْ

يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ﴾ (الشعراء)

کیا تو نہیں دیکھتا کہ شاعر ہر وادی میں سرگرداں

پھرتے ہیں یعنی ہوائی گھوڑے دوڑاتے ہیں اور

جو کچھ وہ کہتے ہیں وہ کرتے نہیں۔

گویا شاعر وہ ہے:

① جو ہوائی گھوڑے دوڑائے۔

⑤ اس کے قول اور فعل میں مطابقت نہ ہو۔ فرمایا:

﴿وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشُّعْرَ﴾ (نہ)

ہم نے آنحضرت ﷺ کو ہوائی گھوڑے دوڑانا اور محض باتیں بنانا نہیں سکھایا، حضرت مسیح موعود میں بھی یہ دونوں باتیں نہیں پائی جاتیں تھیں۔ (پاکٹ بک از ملک عبدالرحمن خادم قادیانی)

اس کے بعد ملک عبدالرحمن خادم لغت کی کتابوں سے شاعر کے معنی اور مفہوم بیان کرتے ہوئے یہ نتیجہ اخذ کرتا ہے کہ

”پس ثابت ہوا کہ شعر سے مراد جھوٹ ہی ہے، پس

نفس شعر بلحاظ کلام موزوں کوئی بری چیز نہیں۔“

(پاکٹ بک از ملک عبدالرحمن خادم)

محترم قارئین! اگر ملک عبدالرحمن خادم قادیانی کی طرف سے کی گئی شعر کی تعریف کو صحیح مان لیا جائے تو جب بھی مرزا قادیانی کے ظلی اور بروزی نبی ہونے کے دعوے

پر زور پڑتی ہے۔ اب مرزا قادیانی کے

جھوٹ بھی ملاحظہ فرمائیں تاکہ ثابت

ہو سکے کہ مرزا قادیانی اپنے ہی مرید

ملک عبدالرحمن خادم کی تعریف کے

مطابق بھی شاعر ہی ثابت

ہوتا ہے۔ چنانچہ مرزا بشیر احمد قمر طراز ہے کہ

”بیان کیا ہم سے حافظ حاجی عبدالحمید صاحب نے

کہ ایک دفعہ جب ازالہ اوہام شائع ہوئی ہے

حضرت صاحب (مرزا قادیانی) لدھیانہ میں باہر

چہل قدمی کے لیے تشریف لے گئے، میں اور حافظ

حامد علی ساتھ تھے۔ راستہ میں حافظ حامد علی نے مجھ

سے کہا کہ آج رات یا شاید کہا ان دنوں میں

حضرت صاحب (مرزا قادیانی) کو یہ الہام ہوا ہے

کہ ”سلطنت برطانیہ تاہشت سال بعد ازاں ایام

ضعف و اختلال“ خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس مجلس

میں جس میں حاجی عبدالحمید صاحب نے یہ روایت

بیان کی میاں عبداللہ صاحب سنوری نے بیان

کیا کہ میرے خیال میں یہ الہام اس زمانہ سے بھی

پرانا ہے، حضرت صاحب (مرزا قادیانی) نے مجھے

اور حافظ حامد علی کو یہ الہام سنایا تھا اور مجھے الہام اس

طرح پر یاد ہے ”سلطنت برطانیہ تاہشت سال

بعد ازاں باشد خلاف اختلال“۔ میاں عبداللہ

صاحب بیان کرتے تھے کہ دوسرا مصرعہ تو مجھے

پتھر کی لکیر کی طرح یاد ہے کہ یہی تھا اور ہفت کا لفظ

بھی یاد ہے جب یہ الہام ہمیں حضرت صاحب

نے سنایا تو اس وقت مولوی محمد حسین بٹالوی مخالف

نہیں تھا۔ شیخ حامد علی نے اسے بھی جاسنایا پھر جب

وہ مخالف ہوا تو اس نے حضرت صاحب کے خلاف

گورنمنٹ کو بدظن کرنے کے لیے اپنے رسالہ

میں شائع کیا کہ مرزا صاحب نے یہ الہام شائع

کیا ہے۔“ (سیرت المہدی جلد اول)

سیرت المہدی کی مندرجہ بالا روایت سے

جو چار باتیں واضح ہوتی ہیں وہ درج ذیل ہیں:

① ”سلطنت برطانیہ تاہشت سال بعد ازاں باشد خلاف

و اختلال“ یہ الہام مرزا قادیانی کو ہوا جس کا مفہوم یہ

ہے کہ سلطنت برطانیہ سات سال میں زوال پذیر ہو

محترم قارئین! سیرت المہدی کی مندرجہ بالا روایت میں مرزا قادیانی کے اس رد عمل کے بارے میں وضاحت موجود نہیں جو اس نے مولانا محمد حسین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ کے اس الہام کو اپنے رسالہ اشاعت السنہ میں شائع کرنے پر ظاہر کیا تھا۔

جائے گی۔ اسی بات کی تصدیق کے لیے ایک اور

تحریر بھی ساتھ ہی ملاحظہ فرمائیں جو مرزا قادیانی کے

مجموعہ الہامات، کشف و رویاء پر مبنی ”تذکرہ“ نامی

کتاب میں موجود ہے۔ چنانچہ ”تذکرہ“ میں

1982ء کے تحت لکھا ہے کہ

”(الف) حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی

ایده اللہ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ میں فرمایا:

”ملکہ و کور یہ کے زمانہ میں خدا تعالیٰ نے خبر دے دی:

سلطنت برطانیہ تاہشت سال

بعد ازاں ضعف و فساد و اختلال

اور یہ آٹھ سال جا کر ملکہ و کور یہ کی وفات پر

پورے ہو گئے۔“ (الفضل، جلد: 16، 5، اپریل 1982ء)

(ب) حافظ حامد علی صاحب نے مجھ سے کہا کہ

۔۔۔ ان دنوں میں حضرت صاحب کو الہام ہوا ہے:

سلطنت برطانیہ تاہشت سال

بعد ازاں ایام ضعف و اختلال

(بحوالہ سیرت المہدی جلد اول روایت 150)

(ج) میاں عبداللہ صاحب سنوری نے بیان کیا:

”مجھے (یہ) الہام اس طرح پر یاد ہے:

سلطنت برطانیہ تاہشت سال

بعد ازاں باشد خلاف و اختلال

(سیرت المہدی جلد اول)

(د) صاحبزادہ میر سراج الحق صاحب نعمانی نے

بیان کیا:

میں نے حضرت سے یہ الہام اس طرح پر سنا ہے:

قوت برطانیہ تاہشت سال

بعد ازاں ایام ضعف و اختلال

(سیرت المہدی حصہ دوم)

② جس وقت یہ الہام ہوا مولانا محمد حسین بٹالوی رحمۃ اللہ

علیہ مرزا قادیانی کے مخالف نہیں تھے۔

③ حافظ حامد علی جو کہ مرزا قادیانی کا مرید

خاص تھا اس نے یہ الہام مولانا محمد حسین

بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ کو سنایا۔

④ مولانا محمد حسین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ

مرزا قادیانی کی کفریات واضح ہونے کے بعد

جب اس کے مخالف ہوئے تو انہوں نے

گورنمنٹ برطانیہ کو مرزا قادیانی سے بدظن کرنے کے

لیے یہ الہام مرزا قادیانی کے حوالہ سے اپنے رسالہ

اشاعت السنہ میں شائع کر دیا۔

محترم قارئین! سیرت المہدی کی مندرجہ بالا

روایت میں مرزا قادیانی کے اس رد عمل کے بارے میں

وضاحت موجود نہیں جو اس نے مولانا محمد حسین بٹالوی

رحمۃ اللہ علیہ کے اس الہام کو اپنے رسالہ اشاعت السنہ میں

شائع کرنے پر ظاہر کیا تھا۔ لیکن ہم مرزا قادیانی کی اپنی

کتاب سے ہی اس کا رد عمل اسی کے لفظوں میں تحریر کیے

دیتے ہیں۔ چنانچہ مرزا قادیانی اپنی کتاب ”کشف

الغطاء“ کے ضمیمہ میں ”قابل توجہ گورنمنٹ“ کے عنوان سے

سرخ فجا کر رقمطراز ہے کہ

”دوسرا امر جو اسی رسالہ میں محمد حسین نے لکھا ہے

وہ یہ ہے کہ گویا میں نے کوئی الہام اس مضمون

کا شائع کیا ہے کہ گورنمنٹ عالیہ کی سلطنت آٹھ

سال میں تباہ ہو جائے گی، میں اس بہتان کا جواب

بجز اس کے کیا لکھوں کہ خدا جھوٹے کوتاہ کرے۔ میں نے ایسا الہام ہرگز شائع نہیں کیا۔ میری تمام کتابیں گورنمنٹ کے سامنے موجود ہیں۔ میں باادب گزارش کرتا ہوں کہ گورنمنٹ اس شخص سے مطالبہ کرے کہ کس کتاب یا خط یا اشتہار میں میں نے ایسا الہام شائع کیا ہے؟ اور میں امید رکھتا ہوں کہ گورنمنٹ عالیہ اس کے اس فریب سے خبردار رہے گی کہ یہ شخص اپنے اس جھوٹے بیان کی تائید کے لیے یہ تدبیر نہ کرے کہ اپنی جماعت اور اپنے گروہ میں سے ہی جو مجھ سے اختلاف مذہب کی وجہ سے دلی عناد رکھتے ہیں جھوٹے بیان بطور شہادت گورنمنٹ تک پہنچا دے اس شخص اور اسکے ہم خیال لوگوں کی میرے ساتھ کچھ آمدورفت اور ملاقات نہیں تائیں نے ان کو کچھ زبانی کہا ہو۔ میں جو کچھ کہنا چاہتا ہوں اپنی کتابوں

وہ مزید جنہیں مرزا قادیانی اور اس کی ذریت نہ صرف صحابیت کے درجے پر پہنچاتی ہے بلکہ اصحاب بدر کے مقابل لانے کی بھی ناپاک جسارت کرتی ہے گواہی چھپا کر مرزا قادیانی کے جھوٹ میں برابر کی شریک ٹھہرتی ہے۔

مزید برآں مرزا قادیانی کے نزدیک اس پر نازل ہونے والے الہام کی اہمیت کا اندازہ سیرت الہدی کی درج ذیل روایت سے بھی لگایا جاسکتا ہے۔ چنانچہ مرزا بشیر احمد قطراز ہے کہ

”میاں امام دین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ مصنف ”عصائے موسیٰ“ کو جب لاہور میں طاعون ہوا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس یہ بات پیش ہوئی کہ حضور نے ”اعجاز احمدی“ میں لکھا ہے کہ مولوی محمد حسین اور مصنف ”عصائے موسیٰ“ رجوع کر لیں گے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ ان کو مرنے دو خدائی کلام کی تاویل بھی

محترم قارئین! ایک طرف تو آنجنابی مسز قادیانی کے یہ اقوال ہیں تو دوسری طرف اس کا فعل کہ وہ کس طرح جھوٹ بولتا تھا۔ آپ ”سلطنت برطانیہ تا ہشت سال“ والے الہام کے حوالہ سے ملاحظہ کر چکے ہیں۔

معرزین گواہ ہیں۔ غرض میں باادب التماس کرتا ہوں کہ ہماری گورنمنٹ عالیہ اس خلاف واقعہ منبری کا اس شخص سے مطالبہ کرے۔“ (کشف الغطاء مندرجہ روحانی خزائن)

محترم قارئین! آپ نے ملاحظہ کیا کہ کس طرح مرزا قادیانی نے جھوٹ بولتے ہوئے اپنی ہی کبھی ہوئی بات سے نہ صرف واضح طور پر انکار کیا بلکہ بے شری کی انتہا کرتے ہوئے مولانا محمد حسین بنالوی رحمۃ اللہ علیہ کو جھوٹا قرار دینے کی ناپاک کوشش کی؟ کیا اب بھی مرزا قادیانی مؤلف پاکٹ بک کی تعریف کے مطابق شاعر یعنی جھوٹا ثابت نہیں ہوتا؟

قبل اس کے کہ میں مرزا قادیانی کے ہرادی میں سرگرداں رہنے اور ہوائی گھوڑے دوڑانے کا تذکرہ کروں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ مرزا قادیانی جانتا تھا کہ اس پر کوئی الہام نہیں ہوتا بلکہ یہ اس کی خود تراشیدہ باتیں تھیں یہی وجہ تھی کہ وہ اپنی کبھی ہوئی بات سے صاف مکر گیا تھا۔ اور اس کے

کتوں کا طریق ہے نہ انسانوں کا۔“ (انجام آتھم) ”خدا کی جھوٹوں پر نہ ایک دم کے لیے لعنت ہے بلکہ قیامت تک لعنت ہے۔“ (اربعین نمبر) محترم قارئین! ایک طرف تو آنجنابی مرزا قادیانی کے یہ اقوال ہیں تو دوسری طرف اس کا فعل کہ وہ کس طرح جھوٹ بولتا تھا۔ آپ ”سلطنت برطانیہ تا ہشت سال“ والے الہام کے حوالہ سے ملاحظہ کر چکے ہیں۔ اسی طرح مرزا قادیانی اپنے اساتذہ کے بارے میں قطراز ہے کہ ”بچپن کے زمانہ میں میری تعلیم اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لیے نوکر رکھا گیا جنھوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل الہی تھا۔ جب میری عمر تقریباً دس برس کی ہوئی تو ایک عربی خواں معلم میری تربیت کے واسطے مقرر کیے گئے جن کا نام فضل احمد تھا۔۔۔۔۔ میں نے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد خوان سے پڑھے اور بعد اس کے جب میں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ ان کا نام گل علی شاہ تھا اور ان کو بھی میرے والد صاحب نے نوکر رکھ کر قادیان میں پڑھانے کے لیے مقرر کیا تھا۔ ان میں آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے فحش منطق اور حکمت وغیرہ علوم مردجہ کو جہاں تک خدا تعالیٰ نے چاہا حاصل کیا۔“ (کتاب البریہ، حاشیہ صفحہ 361 مندرجہ روحانی خزائن جلد 31 صفحہ 971 تا 181)

اسی استاد (گل علی شاہ) کا مزید تذکرہ کرتے ہوئے مرزا قادیانی ایک اور مقام پر کچھ یوں قطراز ہے کہ ”ہمارے استاد ایک شیعہ تھے۔ گل علی شاہ ان کا نام تھا۔ کبھی نماز نہ پڑھا کرتے تھے۔ منہ تک نہ دھوتے تھے۔“ (ملفوظات مرزا غلام قادیانی)

مزید یہ کہ مرزا قادیانی نے مختاری کا امتحان بھی دیا لیکن فیل ہوا۔ اسکا تذکرہ کرتے ہوئے مرزا بشیر احمد اپنی کتاب سیرت الہدیٰ میں قطراز ہے کہ ”چونکہ مرزا صاحب بلازمت کو پسند نہیں فرماتے

ہو سکتی ہے۔ آخر وہ طاعون سے ہی مر گیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ مصنف عصائے موسیٰ سے بابو الہی بخش اکاؤنٹس مراد ہے جو شروع میں معتقد ہوتا تھا مگر آخر سخت مخالف ہو گیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نعوذ باللہ فرعون قرار دے کر ان کے مقابل پر اپنے آپ کو موسیٰ کے طور پر پیش کیا بالآخر حضرت صاحب کے سامنے طاعون سے ہلاک ہو کر خاک میں مل گیا۔“ (سیرت الہدیٰ جلد اول)

محترم قارئین! اب مرزا قادیانی کے ہرادی میں سرگرداں پھرنے اور ہوائی گھوڑے دوڑانے کے بھی چند ایک ثبوت ملاحظہ فرمائیں۔ چنانچہ مرزا قادیانی جھوٹ بولنے کے بارے میں قطراز ہے کہ ”جھوٹ بولنا مرتد سے کم نہیں۔“ (ضمیمہ جغذہ گلازویہ) ”جھوٹ بولنے سے بدتر دنیا میں اور کوئی برا کام نہیں۔“ (حقیقۃ الوحی)

”جھوٹ کے مردار کو کسی طرح نہ چھوڑنا یہ

آپ کے علمی مناصب: مسجد کفر بطن میں ۱۸ سال تک خطابت کے فرائض انجام دیے۔ دارالحدیث تربہ ام صالح، دارالحدیث الظاہریہ، مدرسہ نفیسیہ، دارالحدیث والقرآن، التکوین، دارالحدیث الفاضلیہ میں درس تدریس کے منصب فائز رہے اور ان اداروں، مدارس کے مسئول تھے۔ شہد عروہ، دارالحدیث الحرویہ، دارالحدیث النفیسیہ، دارالحدیث التکوین، دارالحدیث الفاضلیہ، تربہ ام صالح۔ آپ کی علمی منزلت: آپ نے تقریباً ۵۰ ضخیم کتب کا

اس کے بعد انہوں نے مسعود بن عبداللہ الصالحی سے قرآن کریم پڑھا، اس کے بعد آپ بچپن سے ہی علماء کرام کے حلقوں میں تعلیم کے لیے جانے لگے۔ جب آپ کی عمر ۱۸ برس کی ہوئی تو آپ نے علم القراءات اور علم حدیث کی طرف توجہ مرکوز کر دی۔ علم قراءات میں آپ نے شیخ القراء جمال الدین ابی اسحاق ابراہیم النسخانی الدمشقی جو فاضلی لقب سے معروف تھے اور قراءات السبعة میں بہت علم رکھتے تھے ان سے کتاب جمع الکبیر

شان مصطفیٰ ﷺ

تنبیہ

کمر توڑ دیتا ہے۔ لیکن اسی کے ساتھ یہ عظیم امر نور خداوندی کا مطلع اور مہبط بھی ہے۔ فنا کا بقا سے اور عدم کا وجود سے رابطہ کرنے والا ہے۔

ان سورتوں سے دفع بلا اور عسر سے سیر کا حصول

ان سطور کا رالم عرض کرتا ہے کہ سورہ والضحیٰ اور سورہ الم نشرح کو ہم نے جمننا و امتثالاً جب بھی شدید قسم کے مصائب کے وقت پڑھا۔ رب کائنات نے نہ صرف ان مشکلات کو دور کر دیا بلکہ بہت بہتر بدلہ بھی عطا فرمادیا۔ کیونکہ ہم بھی اسی کے حبیب ﷺ کے اتنی ہیں اور جو تسلی آپ کو دی گئی اس کا کچھ نہ کچھ استحقاق رکھتے ہیں۔ کیونکہ حدیث قدسی میں ہے میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق اس کے ساتھ سلوک کرتا ہوں۔ انا عندن عبدی بی۔

اجلاس جمعیتہ اساتذہ ڈویژن فیصل آباد

○ مورخہ ۲۹ جنوری ۲۰۱۷ء بروز اتوار بعد نماز ظہر علامہ احسان الہی ظہیر ہال مظفری بازار فیصل آباد میں ایک تنظیمی اجلاس زیر صدارت پروفیسر ڈاکٹر سعید احمد چنیوٹی (صدر جمعیتہ اساتذہ ڈویژن فیصل آباد) منعقد ہوا جس میں ڈویژن بھر سے اساتذہ کی نمائندگی ہوئی اور اجلاس میں ذمہ داران سے پروفیسر عتیق اللہ عمر صدر جمعیتہ اساتذہ پاکستان پروفیسر عبدالباقظ ظہیر جنرل سیکرٹری جمعیتہ اساتذہ پنجاب اور پروفیسر ڈاکٹر محمد عباس طور جنرل سیکرٹری جمعیتہ اساتذہ ڈویژن فیصل آباد نے اساتذہ کی ذمہ داریاں اور کمر سازی کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔

منجانب: شعبہ نشر و اشاعت جمعیتہ اساتذہ ضلع فیصل آباد

قراءت کانفرنس

○ مرکزی جمعیت اہل حدیث حلقہ دالبازار گوجرانوالہ کے زیر اہتمام مورخہ ۲۸ جنوری کو بعد نماز عشاء جامع مسجد اہل حدیث دالبازار میں قراءت کانفرنس منعقد ہوئی۔ قاری عدنان شفیق اور قاری نعمان جعفر کے علاوہ دیگر معروف قراء کرام نے ایمان افروز تلاوتیں فرمائیں۔ کانفرنس میں شیخ ثروت اکرام میسر گوجرانوالہ مولانا صادق متقی سرپرست شہر حافظہ محمد عمران عریف ناظم شہری جمعیت، میاں سلیم شاہد چیئر مین سیاسی کمیٹی شہری جمعیت، حاجی محمد اسلم جمال اور حاجی محمد اشرف جمال خصوصی دعوت پر شریک ہوئے۔ پروگرام رات گئے تک جاری رہا۔

میاں طارق میاں مجیب الرحمن فاروقی پہلوان گوجرانوالہ

موجودہ امام حفظ تھے۔ آپ زمانے کا اصل سونامی و لفظ تھے۔ جرح و تعدیل کے شیخ۔ یہ ہمیں اس راستے پر لانے والے تھے۔ (یعنی علم حدیث کی طرف) اور ہمیں جماعت میں داخل کیا۔ اور فرمایا: ”آپ سے بہت دنیا نے سنا؟“ آپ اس فن کی خدمت کرتے رہے حتیٰ کہ آپ کا پاؤں جم گیا“ آپ نے دن اور رات میں محنت کی لیکن نہ تو آپ کی زبان تنگی اور نہ آپ کا قلم آپ کے نام کی مثالیں جاری ہوئیں“ تمپ کا لقب شمس (سورج) نام بن گیا“ مگر اس سورج کی روشنی میں بارش کے وقت بھی کمی نہیں آئی اور جب رات ہو تب بھی یہ سورج غروب نہ ہوتا“ آپ دمشق میں رہے“ آپ کی طرف دنیا والے علم حاصل کرنے کی وجہ سے سفر کرتے رہے اور ہر طرف سے سوالات کرتے رہے۔“ آپ کے شاگرد ابن کثیر فرماتے ہیں: ”الشیخ الحافظ الکبیر مؤرخ الکبیر مؤرخ الاسلام و شیخ المحدثین“ آپ پر حفظ ختم ہو گیا۔“ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: ”میں نے النابلسی کا لکھا ہوا یہ پڑھا کہ امام ذہبی اپنے زمانے کے علامہ تھے۔ رجال اور ان کی معرفت میں پختہ فہم اور عمدہ سونے کی رائے کے مالک تھے۔ آپ کی شہرت اتنی ہے کہ اور کچھ کہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔“ امام سیوطی کا قول ہے: آپ شیخ الاسلام امام حافظ حدیث محدث العصر خاتمہ حفاظ مؤرخ اسلام و فرد دہر تھے۔ آپ کی مدح میں مزید بے شمار اقوال ہیں۔ طوالت کی خاطر ذکر نہیں کیا جا رہا۔

آپ کی اولاد

آپ کی اولاد ایک بیٹی اور دو بیٹے تھے۔ ۱۔ لحد العزیز یہ بیٹی بھی علم کے ساتھ شغف رکھنے والی تھی۔ ۲۔ ابوالدرداء عبداللہ امام ذہبی نے اس بیٹی کی دینی تربیت کی تھی انہوں نے کثیر تعداد محدثین سے سنا اور اس کی روایت کی۔ ۳۔ شہاب الدین ابو ہریرہ عبدالرحمن۔ آپ کا یہ بیٹا بھی عالم فاضل تھا۔ وفات سے چار سال پہلے آپ کی نظر کمزور ہونا شروع ہو گئی اور آہستہ آہستہ نظر میں کمی ہوتی چلی گئی۔

وفات

آپ کی وفات سوموار ۲ ذی القعدہ ۴۸۸ ہجری کو ہوئی آپ کی نماز جنازہ میں کثیر تعداد نے شرکت کی اور آپ کو باب الصغیر کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ آپ کی تصانیف کی تعداد دو صد سے زیادہ تھی۔

اختصار کیا“ ان کتب کا اختصار ہی نہیں تھا بلکہ علمی تنقید اضافہ تعلیقات و وضاحت بیان تحقیق بھی تھی جو آپ کی علمی منزلت کو ظاہر کرتی ہیں۔ خصوصاً آپ حدیث پر ضرور حکم لگاتے جو ایک بہت اہم علمی سرمایہ ہے۔ آپ کی کتابیں آپ کی عمر میں ہی معروف ہو گئی تھیں۔ آپ کے شاگرد الحسینی فرماتے ہیں: ”آپ سے بہت لوگوں نے قرآن اور سنت کا علم حاصل کیا“ اور فرمایا: ”الشیخ الامام العلامة شیخ الحدیث قدوة الحفاظ والقراء محدث ومؤرخ شام.....“ اور فرمایا: آپ نہایت ذہین تھے اور ظاہر حفاظ میں سے تھے۔“ ابن قاضی الاسدی کا قول: ”آپ سے سبکی برزالی علانی“ ابن کثیر رافع بن رجب اور آپ کے بے شمار اساتذہ اور ساتھیوں نے علم حاصل کیا۔ آپ نے بیشار حفاظ حدیث پیدا کیے۔“ آپ کے استاد برزالی فرماتے ہیں: (جب امام ذہبی ابتدائی علمی زندگی میں تھے) ”یہ فاضل صحیح الذہن تھا“ علم میں مشغول رہا“ سفر کیا“ بہت کچھ لکھا“ آپ کی بہت تصانیف اور مختصر کردہ مفید کتابیں ہیں“ آپ قراءات کے مشائخ کو اچھی طرح جانتے تھے۔“ آپ کے شاگرد جلال الدین الصغدی فرماتے ہیں: ”الشیخ الامام العلامة الحافظ شمس الدین ابو عبد اللہ الذہبی حافظ تھے ان کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا۔..... حدیث اور اس کے راویوں کے متقن تھے حدیث کی علل و حالات جانتے تھے“ لوگوں کے سوانح حیات کی وضاحت کی“ ان کی تواریخ میں ابہام کا ازالہ کیا“ آپ بہت ذہین تھے“ آپ کی نسبت سونے کی طرف صحیح ہے۔ آپ نے بہت علم جمع کیا“ جس سے لوگوں نے بہت فائدہ اٹھایا“ آپ نے کتابوں کا اختصار کر کے لوگوں کے لیے آسانی پیدا کی“ میں ان کے ساتھ رہا اور ان سے علم حاصل کیا اور ان کی بہت ساری کتابیں پڑھیں۔“ تاج الدین السبکی: (امام ذہبی کے ساتھ بعض مسائل پر اختلاف کے باوجود بیان کرتے ہیں): ”ہمارے شیخ اور استاذ الامام الحافظ محدث العصر ہمارے زمانے میں چار حفاظ تھے“ ان میں عموم و خصوص تھا“ مذی“ برزالی“ ذہبی اور ہمارے والد (یعنی سبکی کے والد) ان کے ساتھ پانچواں اور کوئی نہ تھا۔ اور ہمارے استاذ ذہبی آپ ایسی آنکھ تھے جن کی کوئی مثال نہ تھی“ آپ خزانہ تھے“ آپ مشکل کے وقت ملتا تھے“ آپ

حافظ سعید کی نظر بندی اور بھارتی فلموں کی اجازت غیر دانشمندانہ فیصلے ہیں۔ امیر محترم

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان سینئر پروفیسر ساجد میر نے کہا ہے کہ حافظ محمد سعید کی نظر بندی اور بھارتی فلموں کی اجازت غیر دانشمندانہ فیصلے ہیں، حکومت کو جلت میں فیصلے نہیں کرنے چاہئیں۔ بغیر کسی جرم کے کسی بھی شہری کو نظر بند یا حراست میں نہیں رکھا جاسکتا۔ ان دونوں فیصلوں سے بھارت اور امریکہ تو خوش ہو سکتے ہیں پاکستانی عوام ہرگز نہیں۔ اپنے ایک بیان میں ان کا کہنا تھا کہ حافظ محمد سعید اور ان کی جماعت کے ساتھ بعض امور پر اختلاف رائے کے باوجود ہم ان کے ساتھ غیر قانونی حکومتی رویے کی مذمت کرتے ہیں۔ فوجی ترجمان کی طرف سے یہ کہنا کہ حافظ محمد سعید کی نظر بندی کا فیصلہ ریاست نے قومی مفاد میں کیا۔ وہ قومی مفاد کیا ہے اسے سامنے لایا جائے۔ عالمی دباؤ کے تحت ہی ہم نے اگر فیصلے کرنے ہیں تو کل کو دینی مدارس پر بھی انگلیاں اٹھیں گی، قانون تو بین رسالت ﷺ ختم کرنے کی باتیں بھی کی جاتی ہیں، کیا ہم اس پر بھی عالمی دباؤ قبول کر لیں گے اور کل کو اسے بھی ہم قومی مفاد کا نام دے دیں گے؟ پروفیسر ساجد میر نے مزید کہا کہ عالمی مطالبات کے سامنے ہم لیٹتے رہے تو پھر بریک نہیں لگے گی۔ حافظ محمد سعید کو بین ان دنوں میں جب پوری قوم پانچ فروری کو یومِ بختی کشمیر کی تیاریوں میں مصروف تھی نظر بند کر دینا کسی بھی لحاظ سے درست فیصلہ نہیں، اس کا صاف مطلب ہے کہ ہم امریکہ اور بھارت کے تازہ گتہ جوڑ اور دباؤ کا شکار ہو گئے ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ بھارتی فلموں کی نمائش کی اجازت کا فیصلہ حکومت کو واپس لینا چاہیے اور حافظ محمد سعید کی نظر بندی ختم کی جائے۔

کشمیریوں نے بہت قربانیاں دی ہیں پاکستان سمیت دیگر تمام مسلم ممالک ان کا ساتھ دیں۔ امیر محترم

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے امیر سینئر پروفیسر ساجد میر نے کہا ہے کہ مقبوضہ کشمیر پر بھارتی قبضہ چھڑانے کے لیے جنگ بھی کرنا پڑی تو دریغ نہیں کرنا چاہیے۔ ہم کب تک کشمیر ڈے مناتے رہیں گے، یو این او کی قراردادوں پر عمل درآمد کے لیے پاکستان کو ڈیڈ لائن دینی چاہیے۔ کشمیریوں کو استصواب رائے کے حق سے اب زیادہ دیر تک محروم نہیں رکھا جاسکتا۔ جامعہ ابراہیمیہ میں کشمیر ڈے کے موقع پر منعقدہ اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے پروفیسر ساجد میر کا کہنا تھا کہ کشمیریوں نے بہت قربانیاں دے دی ہیں۔ اب پاکستان سمیت مسلم ممالک کو کشمیریوں کے لیے قربانی دینا ہوگی۔ کشمیر کا مقدمہ یو این او کے فورم پر از سر نو اٹھایا جائے۔ پاکستان کو سفارتی محاذ پر کشمیریوں کی بھرپور وکالت کرنی چاہیے۔ کشمیریوں کی اخلاقی، سیاسی اور سفارتی سطح پر بھرپور مدد کرنی چاہیے۔ اگر بھارت مذاکرات کے ذریعہ نہیں مانتا تو پھر جنگ کا آپشن بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ کشمیریوں کی جدوجہد آزادی آگئی ہے، دنیا کو ان کا ساتھ دینا چاہیے۔ بھارت نے مقبوضہ کشمیر پر 8 لاکھ فوج داخل کر کے کشمیریوں کا جینا محال کر رکھا ہے۔ اب تک ڈیڑھ لاکھ کشمیریوں کو شہید کیا جا چکا ہے۔ کشمیر کا تازہ عمل کیے بغیر خطے میں امن قائم نہیں ہو سکتا اور نہ ہی بھارت سے تجارت ہو سکتی ہے۔ جو لوگ کشمیر سے بالابالا بھارت سے دوستی کی پیٹنگیں بڑھانا چاہتے ہیں وہ کشمیریوں سے غلط نہیں ہیں، اس لیے کہ کشمیری تشکیل پاکستان کی جنگ لڑ رہے ہیں۔

یومِ عزم آزادی کشمیر ریلیاں وسیمینارز

● مظلوم کشمیریوں سے اظہارِ بھیمتی کے لیے مرکزی جمعیت اہل حدیث پنجاب اور اہل حدیث پوتھ فورس 106 راوی روڈ لاہور کے زیرِ اہتمام ”یومِ عزم آزادی کشمیر“ جوش و جذبے سے منایا گیا۔ اس سلسلہ میں حق چوک لاہور، نارووال، گوجرانوالہ، ڈیرہ اسماعیل خان، اوپنڈی، فیصل آباد، شیخوپورہ، کوئٹہ، کراچی، پتوکی، قصور، حیدر آباد، پشاور، بہاولنگر، ساہیوال، ملتان، منڈی بہاء الدین، جنگ شوروٹ سمیت ملک بھر میں ”عزم آزادی کشمیر“ ریلیاں اور سیمینارز منعقد کیے گئے۔ شرکاء ریلی نے اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق مسئلہ کشمیر کا حل، مقبوضہ کشمیر سے بھارتی فوج کا انخلاء، بھارتی مظالم بند کرنے، حافظ سعید کی نظر بندی کو ختم کرنے اور داخلی و خارجی امور میں امریکی دیکشن قبول نہ کرنے کے مطالبات کیے۔ عزم آزادی کشمیر ریلی سے خطاب کرتے ہوئے پروفیسر حافظ عبدالستار حامد، مولانا محمد نعیم بٹ، میاں محمود عباس، ڈاکٹر

عبدالغفور راشد، حافظ فیصل افضل شیخ، حافظ عامر صدیقی، عبدالوہید بٹ، حافظ بابر فاروق رحیمی، حافظ سیف اللہ کبیر پوری، حافظ محمد قسیم، قاری محمد عرفان، عطاء الرحمن حقانی، اور عبدالرحیم قریشی سمیت دیگر مقررین نے ریلیوں سے خطاب کیا۔ حکومت کشمیریوں کے حق خود ارادیت کے متصفانہ مطالبے کو اجاگر کرنے کے لیے شفاف اور واضح کشمیر پالیسی تشکیل دے۔ پوری قوم مظلوم کشمیریوں کے شانہ بشانہ ہے۔ اقوام متحدہ مشرقی تیمور اور جنوبی سوڈان کی طرح کشمیریوں کی آزادی کا مطالبہ کیوں تسلیم نہیں کرتی۔ مقبوضہ کشمیر کی آزادی سے پاکستان اور کشمیری مسلمانوں کو تقویت ملے گی۔ مسئلہ کشمیر حل نہ ہونے کی وجہ پاکستان کی ڈانواں ڈول پالیسی اور بھارت نواز سیاستدان ہیں۔ حکومت پاکستان کو غیر چمک دار رویہ اپنانے کی ضرورت ہے۔ کشمیر کی آزادی سے ہی خطے میں امن آئے گا۔ کشمیریوں کے مستقبل کا فیصلہ اقوام متحدہ کی نگرانی میں غیر جانبدارانہ استصواب رائے سے کر دیا جائے۔

● اقوام متحدہ اپنی قراردادوں کو عملی جامہ پہنائے! ● ایبٹ آباد (آن لائن رپورٹر) ایبٹ پوتھ فورس ضلع ایبٹ آباد کے زیرِ اہتمام کشمیریوں کے ساتھ اظہارِ بھیمتی کے لیے ریلی کا انعقاد کیا گیا جس کی قیادت حافظ ذیشان، آصف مسعود، مولانا شبیر، سردار انیس ظلیل نے کی۔ مقررین نے جناح چوک میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ بھارت ہٹ دھرمی کو چھوڑ کر کشمیریوں کو حق خود ارادیت دے، اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق عمل کرے، کشمیری عورتوں، نوجوانوں، بچوں اور بوڑھوں پر مظالم بند کرے۔ دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی بجائے اقوام متحدہ کی قراردادوں کو عملی جامہ پہنائے۔ زیادہ دیر تک بھارت مسئلہ کشمیر کو حل کیے بغیر اپنا چہرہ دنیا والوں سے چھپا نہیں سکتا دنیا والے اس مسئلہ پر کیوں خاموش ہیں ظلم اور ظالم کا ساتھ دینا ٹھیک نہیں، جب تک ہم زندہ ہیں کشمیریوں کا ساتھ دیتے رہیں گے، کشمیریوں کا اخلاقی ساتھ دیتے رہیں گے، ریلی میں سینکڑوں افراد نے شرکت کی۔

سالانہ اہل حدیث کانفرنس

مرکزی جمعیت اہل حدیث کے زیر اہتمام ۳۱ ویں سالانہ کانفرنس قلعہ دیدار سنگھ (گوجرانوالہ) میں ۸ اپریل ۲۰۱۷ء کو منعقد ہوگی۔ جمعہ المبارک کا خطبہ صاحبزادہ حافظ عبدالعلیم یزدانی ارشاد فرمائیں گے۔ اگلے روز جماعت کے جید علماء کرام خطابات فرمائیں گے۔

صاحبزادہ داؤد ضیاء ایم اے خلیفہ جامع مسجد محمدی قلعہ دیدار سنگھ

ماہانہ درس قرآن

دارالعلوم تقویۃ الاسلام مدرسہ غزنویہ شیش محل روڈ لاہور میں ۲۰ فروری ۲۰۱۷ء بروز پیر بعد نماز مغرب مولانا عبدالغفار مدنی شیخ الحدیث جامعہ محمدیہ لوکارہ ارشاد فرمائیں گے۔ ان شاء اللہ مستورات کے لیے پردہ و حاضریں کے لیے لکھانے کا انتظام ہوگا۔

الداعی الی الخیر: سید جلیل غزنوی مہتمم دارالعلوم ہذا

تقرری

جناب مولانا محمد شبیر حسین عثمانی (حافظ آباد) کو فتنہ روزہ اہل حدیث کے لیے نمائندہ مقرر کیا گیا ہے۔ جو جگہ کی توسیع اشاعت کے لیے کام کریں گے۔ موصوف بہترین خطیب بھی ہیں احباب جماعت انہیں تبلیغی پروگرامز میں بھی مدعو کر سکتے ہیں۔ (ادارہ)

رابطہ مولانا محمد شبیر حسین عثمانی: 0306-9575148

قاری ابوبکر عثمانی کو صدمہ!

گزشتہ دنوں مرکزی جمعیت اہل حدیث شی گوجرانوالہ کے نائبین امیر اور جامعہ عثمانیہ اہل حدیث مدد خلیل روڈ نواب چوک گوجرانوالہ کے مہتمم قاری ابوبکر عثمانی کی والدہ محترمہ انتقال کر گئیں۔ ان اللہ وانا الیہ راجعون! مرحومہ صوم و صلوة کی پابند نیک سیرت خاتون تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی بشری لغزشوں کو معاف فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام بخشے۔ ادارہ جہاں مرحومہ کی مغفرت تامہ اور بلندی درجات کے لیے دعا گو ہے وہاں ہمسامانگان کے صدمہ میں شریک ہے۔ (ادارہ)

اخبار الجماعۃ

ضلع قصور کی نامزد کابینہ کا اجلاس

مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع قصور کی نامزد کابینہ کا ایک اہم اجلاس مورخہ ۲۹ جنوری ۲۰۱۷ء کو مرکز دارالقرآن جامعہ محمدیہ جبر موڈ میں منعقد ہوا جس کی صدارت حاجی عبدالرشید اصغر امیر ضلع نے کی۔ جبکہ مہمانان گرامی میاں محمود عباس سرپرست اعلیٰ ضلع و ناظم اعلیٰ پنجاب، محترم ڈاکٹر عبدالغفور راشد ناظم ذیلی تنظیمات، مولانا محمد صدیق سلیم، سید عبدالقیوم غزنوی اور قاری محمد صادق رحمانی تھے۔ اجلاس طلاوت قرآن مجید سے شروع ہوا تمام شرکاء قاری محمد صدیق شاکر ناظم ضلع نے شکریہ ادا کیا اور تعارفی نشست ہوئی بعد ازاں امیر محترم پروفیسر ساجد میر کی نامزد کردہ کابینہ سے حلف و فاداری لیا گیا۔ معزز حاضرین نے امیر محترم کے فیصلے کی تائید کی اور نامزد کابینہ کے شانہ بشانہ چلنے کی حمایت کی جماعت کے ساتھ اپنی وابستگی کا اظہار بھی کیا اور امیر محترم پروفیسر ساجد میر کی قیادت و سیادت پر گہرے اعتماد کا اظہار کیا۔ بعد ازاں پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد ناظم ذیلی تنظیمات نے جماعتی وابستگی کے فوائد بیان کیے مرکزی جمعیت کے اعزازات کے حوالے سے گفتگو کی اور حاضرین کو مرکز کے فیصلے من و عن قبول کرنے کے لیے زور دیا۔ نیز پیغام جمیل اور مفت روزہ اہل حدیث کی ترقی و ترویج کے لیے گفتگو کی۔ ان کے علاوہ میاں محمود عباس ناظم اعلیٰ پنجاب نے سابقہ نظم کے حوالہ سے مفصل گفتگو کی اور نئی نامزد کابینہ کے ساتھ چلنے کے لیے اور ضلع میں کام کو موثر بنانے پر زور دیا اور کہا کہ تحصیلوں کے امراء و ناظمین اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے یونٹ سازی، تبلیغی پروگرام علماء کونشن، اجلاس کا ادارہ کار وسیع کریں اور اپنے اپنے حلقوں میں کام کو تیز کر دیں۔ ان کی گفتگو کے بعد امیر ضلع نے قائدین کو یقین دلایا کہ میں اپنی کابینہ کے ساتھ دن رات محنت کر کے ضلع کو مثالی بنانے کی کوشش کروں گا۔ ان شاء اللہ! اسی وقت امیر ضلع حاجی عبدالرشید اصغر نے ایک لاکھ روپے نقد میاں محمود عباس کو مرکزی فنڈ کے لیے پیش کیے جس پر حاضرین نے کھل کر امیر ضلع کو داد دی اور ناظم پنجاب نے شکریہ ادا کیا۔ ناظم ضلع قاری محمد صدیق شاکر نے ضلعی تبلیغی اشتہار فلکس بینرز لگو کر ہال کو بڑے عمدہ طریقے سے سجا رکھا تھا۔ ان کے رفقاء اور طلبہ نے بڑھ چڑھ کر آنے والے معزز مہمانوں کی مہمان نوازی کی اور خوب داد وصول کی۔ شیخ الحدیث مولانا صدیق سلیم کی دعا کے

ساتھ اجلاس اختتام پذیر ہوا آخر میں مہمانان گرامی کی ضیافت ضلعی ناظم صاحب نے کی۔

منجانب: ظفر عباس نوید، سینئر نائب ناظم ضلع قصور

فکر آخرت کانفرنس

مرکزی جمعیت اہل حدیث تحصیل گوجرہ کے زیر اہتمام ۳۱ جنوری بروز منگل بعد نماز عشاء مرکزی جامع مسجد اہل حدیث محلہ انصار کالونی گوجرہ میں عظیم الشان فکر آخرت کانفرنس زیر صدارت مولانا عبدالقادر عثمان منعقد ہوئی۔ کانفرنس سے مولانا محمد بلایا مین عابد (ادکارہ)، مولانا محمد حسین مدنی (ادکارہ) صاحبزادہ احمد یزدانی (گوجرانوالہ)، مولانا عبدالقادر عثمان (گوجرہ) و دیگر علماء کرام نے خطاب کیا۔ کانفرنس ہر لحاظ سے کامیاب رہی۔ کانفرنس کے اختتام پر جماعت کے بزرگ رہنما ڈاکٹر محمد حسن کی صحت یابی اور ملکی سلامتی کے لیے دعا کی گئی۔

منجانب: محمد سرفراز حسن، ناظم نشر و اشاعت تحصیل گوجرہ

مبارک باد

مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع پاکستان کی جانب سے ملک محمد اسلم پرویز کو حکمر صدر بار اور ان کی پوری ٹیم کو پاکستان بار کونسل میں کامیاب ہونے پر مبارکباد پیش کرتے ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ سب کا حامی و ناصر ہو اور دین مبین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

منجانب: قاری محمد یعقوب طاہر ناظم ضلع پاکستان

الاسلام ڈائری 2017ء

ڈائری کے چند نسخے موجود ہیں۔ قیمت 350 روپے۔ دی بی 400 روپے ڈائری۔ رابطہ ایڈیٹر مفت روزہ الحمدیث

106 راوی روڈ لاہور 0321-6487892

جد اور مدرسوں کیلئے خصوصی رعایت

ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر
ایڈسٹ سائونڈ سسٹم

0333-8294645

055-4237974

0312-7343693

ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

یونٹ، مائیک ہارٹینڈ اور متعلقہ پتیر پائرس اور مرمت کا کام سلی بخش کیا جاتا ہے۔

حافظ آباد روڈ چوک نیائیں نزد فضل مارکیٹ گوجرانوالہ

علاج معالجہ

ملکی وغیر ملکی مریضوں کا ستر سالہ معالج، فاضل الطب و
الجراحت، رجسٹرڈ درجہ اول، سابقہ لیکچرار طبیہ کالج، ڈبل
ایوارڈ یافتہ گولڈ میڈلسٹ سے امراض مردانہ، زنانہ، بچگانہ
کے علاج بالتدبیر، بالغہ و بالہ و اکیلے رابطہ کریں۔

www.hakeem karim bhatti.com

0345-7545119, 0301-5545119

حافظ مزمل الدین سیالکوٹی کو صدمہ!

۶ فروری ۲۰۱۷ء کو حافظ مزمل الدین ناظم مرکزی جمعیت اہل حدیث تحصیل سیالکوٹ کے چھوٹے بھائی محمد ابو بکر کی زوجہ انتقال کر گئی۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون! مرحومہ انتہائی نیک صوم و صلوة کی پابند اور مہمان نواز خاتون تھیں۔ مرحومہ کی نماز جنازہ امیر محترم علامہ پروفیسر سینیئر مساجد میر حفظہ اللہ نے پڑھائی۔ جنازہ کے موقع پر مولانا مفتی کفایت اللہ شاکر نے فکر آخرت پر خطاب کیا۔ جنازہ میں مولانا محمد اکرم زاہد بھٹو، ملک محمد منیر اعوان، جناب فیصل افضل شیخ، قاری محمد الیاس، مولانا ابراہیم محمدی کے علاوہ تمام شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ رب ذوالجلال سے دعا ہے کہ وہ مرحومہ کی بشری خطاؤں سے درگزر فرما کر انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے اور جملہ لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین!

مولانا حافظ مزمل الدین کا رابطہ نمبر 0308-6107838
شریک غم: قاری لیاقت علی باجوہ، کوٹلی لوہاراں سیالکوٹ

قاری محمد اکرم کا سانحہ ارتحال

اکاڑہ شہر کی معروف شخصیت ڈاکٹر شاہد اکرم قاری کے والد گرامی قاری اکرام آج مؤرخہ ۲ فروری ۲۰۱۷ء بروز جمعرات وفات پا گئے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون! آپ کی عمر سو سال کے قریب تھی ساری زندگی اکاڑہ شہر کی مرکزی جمعیت اہل حدیث سے وابستہ رہے۔ قاری کالونی جو انہوں نے آباد کی اس میں پلاٹ برائے مسجد چھوڑا جو کہ بندہ عبداللہ یوسف نے ناظم شہر کی حیثیت میں مسجد ربانی اہل حدیث کے نام سے تعمیر کروائی۔ قاری مرحوم تادم اخیر اس مسجد کے متولی اور نگران رہے اور باقاعدہ مسجد کو مرکزی جمعیت سے منسوب کر دیا۔ ڈاکٹر شاہد اکرم قاری اپنے والد کی خدمت میں رہے۔ اللہ تعالیٰ جملہ پسماندگان کو صبر کی توفیق دے۔ جملہ جماعت ان کے غم میں شریک ہے۔ مولانا عبدالرحمن گوہڑی نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین!

شریک غم: عبداللہ یوسف، ناظم مدرسہ دارالحدیث اکاڑہ

قاری عبدالماجد اثری صدر AYF تحصیل دیپالپور کی پھوپھی جان گزشتہ ایام قضائے الہی سے انتقال فرمائیں۔ مرحومہ نیک سیرت خاتون تھیں ان کی نماز جنازہ میں جماعتی احباب نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ مرکزی جمعیت و اہل حدیث ہوتھ فورس کے ذمہ داران نے متعلقین سے اظہار تعزیت کیا۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ شریک غم: حافظ عبدالسمیع اکاڑوی، امیر ضلع اکاڑہ

مکمل ایمپلی فائر
خود تیار کردہ
دستیاب ہیں۔

عرصہ 47 سال سے مسجدوں کی خدمت میں پیش پیش

گولڈن

ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر (رجسٹرڈ)
مساجد کے لئے خصوصی رعایت

U.P.S

ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

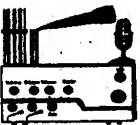
یونٹ، مائیک ہارن، شینڈ اور متعلقہ سپیر پارٹس اور مرمت کا کام تملی بخش کیا جاتا ہے۔

0300-6430739

055-4213430

چوک نیائیں نزد سٹی کالج گوجرانوالہ

Al-Fatah
Loud Speaker Amplifier



پروہا بیڑ محمد عثمان

Mob: 0321-7432246

Mob: 0334-7967107

Ph: 055-4230167

الفتح ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر

نیو ایمپلی فائر کی بہترین و رانی دستیاب ہے

ہمارے ہاں نئے و پرانے ایمپلی فائر، یونٹ، مائیک، ہارن، طوطی ہارن، شینڈ، U.P.S، کالم سپیکر بازار سے رعایت خریدیں نیز مرمت کو الیفائیڈ مکینک کے پاس تشریف لائیں۔

نیائیں چوک نزد سٹی کالج گوجرانوالہ

مسک اہل حد کے امتیازی مسائل پر مشتمل

سات اشتہارات کا مکمل سیٹ مفت منگوائیں

ادارہ تبلیغ اسلام جام پور کی طرف سے مسک اہل حد کے امتیازی مسائل پر مشتمل فورکالرنگین خوبصورت مدلل سات اشتہارات کا درج ذیل مکمل سیٹ مفت زیر تقسیم ہے:

- ✽ نماز میں پاؤں سے پاؤں ملانے اور سینے پر ہاتھ باندھنے کا ثبوت!
- ✽ کیا اللہ کے سوا کوئی اور مشکل حل کرنے پر قادر ہے؟ ایک سوال کی دس شکلیں!
- ✽ سورہ فاتحہ خلف الامام!
- ✽ آئین بالجہر کا ثبوت!
- ✽ اثبات رفع الیدین!
- ✽ اہمیت نماز اور بے نماز کا انجام!
- ✽ نماز روزہ کے دائمی محمدی اوقات!

ملک بھر کی تمام مساجد اہل حدیث کے منتظمین حضرات مذکورہ بالا سیٹ بالکل مفت منگوائیں اور فریم کروا کر مساجد دینی اداروں میں آویزاں کریں۔ مسائل حقہ کی ترویج کا یہ موثر ترین ذریعہ ہے۔ رابطہ بذریعہ فون صبح 8 بجے سے 10 بجے تک۔ فریم کروا کر آویزاں کرنے کا وعدہ آنا ضروری ہے۔ ڈاک خرچ بھی ادارہ کی طرف سے برداشت کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ!

محمد حسین راہی مدیر ادارہ تبلیغ اسلام جام پور ضلع راجن پور پنجاب پاکستان **0333-8556473**

جوہر نایاب

جدید طبی ریسرچ (ماپوس ہونا گناہ ہے۔)

بے اولاد حضرات کے لئے قومی شفا خانہ نے 30 سالہ طبی ریسرچ کے بعد ایک ٹانک "جوہر نایاب" تیار کیا ہے۔ اسے استعمال کر کے اپنی تازہ رپورٹ کے ساتھ ملیں۔ ان شاء اللہ رپورٹ اچھی ہوگی۔

قومی شفا خانہ نوشہرہ دروہ کو جرنال

0345-6213064

سیرت کانفرس (برائے خواتین)

© مدرسہ نبات الاسلام امانت کالونی رحیم یار خاں میں ۲۶ فروری ۲۰۱۷ء بروز اتوار منعقد ہو رہی ہے۔ جس میں معروف مبلغات خطاب فرمائیں گی۔ خواتین ان کے مواظہ حسنہ سے مستفید ہوں۔
الدراعیہ ابی الخیر: ناظمہ مدرسہ نبات الاسلام رحیم یار خاں

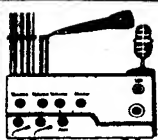
چھوٹی مکھی بڑی مکھی بیری کا اور چھتہ سمیت

قدتی شہد

دستیاب ہے

میان انٹرپرائزز

1st فلور افضل مارکیٹ اردو بازار لاہور 0333-4551069



الکرم لاؤڈ سپیکر اینڈ ایمپلی فائر

نامی دہنی ہے

ایمپلی فائر جدید ٹیکنالوجی کے ساتھ (نئی ورائٹی)

نئے لاؤڈ سپیکر کی مکمل ورائٹی دستیاب ہے۔

محمد ذیشان ربانی
0343-6007696

فضل مارکیٹ دوکان نمبر 2 چوک نیائیں گوجرانوالہ
055-4212804, 4226706-0300-6430029

میٹرک پاس 4 سال اور مڈل پاس 6 سال میں درس نظامی + بی۔ اے

ابو ہریرہؓ (فری) شریعہ کا لح

2017

داخلہ 5 اپریل تا 30 اپریل 2017

نوٹ: پریکٹس دینے والے طلباء خدمت گیر ہیں قابل و سب سے محرم

ماہنامہ مجلہ
پیغامِ توحید
کا پبلشر



تشیع و اهل بیت

کتابخان فصاب
تعلیم کابیاتی

ابوہریرہ شریعہ کالج کے امتیازات

داخلہ 15 فروری تا 15 اپریل 2017

مڈل پاس طلباء کیلئے

ابو ہریرہؓ اسلامک ہائی سکول

• قیام و طعام کا انتظام بندہ اور وہ
• عربی کرائمر اور ترجمہ قرآن مجید


• سکول کی تعلیم کے ساتھ نماز کا ترجمہ، صبح، شام کی مسنون، عاکیں

زیر نگرانی: **مجلس** چیئر مین ابو ہریرہ خدمت ٹرسٹ اقبال ٹاؤن لاہور (رنگرز)

0321-6484963
0300-6499268

0321-6484963
0300-6499268

P۔ بلاک لاہور موٹر وے شیئرز کوٹ عبدالملک شیخ نور روڈ


جمعیۃ اسلامیہ
 پرنسپل ایجوکیشنل سروسز کالج 37- کریم آباد اقبال ٹاؤن لاہور
 0333-4566379-0332-8010901-0301-4876430-0305-4036012

0333-4566379-0332-8010901-0301-4876430-0305-4036012

صرف
90000
لوپے میں

عمرہ گروپ 21 دن

صرف 75000
لوپے

مکہ ہوٹل 1400 میٹر
مدینہ ہوٹل 900 میٹر

ٹکٹ اتحادیہ لائن / ویزہ / ٹرانسپورٹ / رہائش / ہوٹل / مکمل زیارات

روانگی 6 مارچ 2017ء واپسی 26 مارچ 2017ء
براستہ ابو ظہبی قیام تقریباً 2 گھنٹے
براستہ ابو ظہبی قیام تقریباً 1 گھنٹہ
ہوٹل اطالہ مکہ 600 میٹر
شارع ابراہیم خلیل کبری سے پہلے

مدینہ ہوٹل دیار المدینہ / گیٹ نمبر 6
150 میٹر مرکزہ میں

0300-4101107
0321-4133099

حافظ محمد اشرف قمر لاہور
برائے رابطہ

صرف 20000
لوپے
علاوہ میں
ٹکٹ

آپ عبادت اور زیارت کریں ہم آپ کی خدمت کریں گے

21 دن

ویزہ، ٹرانسپورٹ ☆ ہوٹلنگ
تمام نیشنل انٹرنیشنل ایئر لائنز کی ٹکٹیں دستیاب ہیں

15 دن 21 دن 28 دن

کے پیکیجز دستیاب ہیں
خصوصی پیکیج: لاہور بھر میں ایک
فون کال پر ہمارا نمائندہ آپ کے پاس

عبدالستار پرنٹنگ پریس
منجھندی مارکیٹ
بیزن جہانی لاہور

0300-9354701-0321-8830189



ان شاد سٹوڈنٹس فیڈریشن پاکستان

19 فروری 2017
بزرگ آواز

10 دن

مركز

106

راوی رڈ

لاہور

قائد ملت سلفیہ
پروفیسر
ساجد احمد
حفظہ اللہ
حصہ
امین
مکرمی قیوہہ اعلیٰ پاکستان

طالب علم
القدر فاروقی
جناب
ASF پاکستان
ان شاء اللہ

ہمارا عزم
ہماری آواز
اسلامی نصاب
تعلیم کا نفاذ
اگر پاکستان میں حقیقی تبدیلی چاہتے ہو تو
آئیے ASF کی تحریک
د اسلامی نصاب تعلیم کا نفاذ کا حصہ بنیے

مجاہد شعبہ نشر و اشاعت ASF پاکستان
0302-7510920
محکمہ تعلیم ناظم دفتر
مکرمی قیوہہ اعلیٰ پاکستان
0300-9354701
0300-0320-0333-0313
4110657

Weekly AHL- E - HADITH

Head Office:

Tell: 042-37729933

Fax: 042-37725525

Weekly Ahl-e-Hadith

042-37720257

Paigham T.V:

042-37722876

CPL No
116

106, Ravi Road Lahore (54000)
E-Mail: weeklyahlehadith@yahoo.com
WEBSITE: www.ahlehadith.org



ASF

کاساتھ دیں

آپ اسلام کی تعلیم کے فوائد کے لئے
مسلم اور غیر مسلم کے لئے
پاک سوسائٹی کی تعلیم کے لئے

اہل حدیث سٹوڈنٹس فیڈریشن پاکستان زیرِ اہم

آل پاکستان

تیسرا سالانہ
طلباہ سیمینار



مرکز 106 راوی روڈ قریب چوک لاہور

محترم جناب
شاہد حسین
قاری
مدیر
جامعہ اسلامیہ
شیخوپورہ

محترم جناب
شاہد حسین
قاری
مدیر
جامعہ اسلامیہ
شیخوپورہ

محترم جناب
شاہد حسین
قاری
مدیر
جامعہ اسلامیہ
شیخوپورہ

محترم جناب
شاہد حسین
قاری
مدیر
جامعہ اسلامیہ
شیخوپورہ

محترم جناب
شاہد حسین
قاری
مدیر
جامعہ اسلامیہ
شیخوپورہ

محترم جناب
شاہد حسین
قاری
مدیر
جامعہ اسلامیہ
شیخوپورہ

محترم جناب
شاہد حسین
قاری
مدیر
جامعہ اسلامیہ
شیخوپورہ

محترم جناب
شاہد حسین
قاری
مدیر
جامعہ اسلامیہ
شیخوپورہ

محترم جناب
شاہد حسین
قاری
مدیر
جامعہ اسلامیہ
شیخوپورہ

0321-5413723

0322-8399034

اہل حدیث سٹوڈنٹس فیڈریشن پاکستان